

تاریخی شخصیات سیریز

# حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف

ڈاکٹر محمد حسین مُشاہد رضوی

(C) جملہ حقوق بہ حق پبلشر محفوظ ہیں

نام کتاب : حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ  
مؤلف : ڈاکٹر محمد حسین مُشاہد رضوی (مالیگاؤں)  
معاون معلم ضلع پریشدار دو پرائمری اسکول،  
نیاے ڈوگری تعلقہ ناندگاؤں، (ناسک)  
کمپوزنگ : ایس. آر. گرافکس، مالیگاؤں  
صفحات : 48  
سنہ اشاعت : 2011ء  
تعداد : 1000  
طباعت : نورانی آفسیٹ پریس، مالیگاؤں  
قیمت : 20/-

پبلشر

رحمانی پبلکیشنز

1032، انصار روڈ، ڈاکٹر سراج احمد کے دواخانے کے سامنے، اسلام پورہ،  
مالیگاؤں، مہاراشٹر 9270704505 . 9890801886 Mob:

پبلشر

رحمانی پبلکیشنز

1032، انصار روڈ، ڈاکٹر سراج احمد کے دواخانے کے سامنے، اسلام پورہ،  
مالیگاؤں، مہاراشٹر 9270704505 . 9890801886 Mob:

## تمہید

اللہ تعالیٰ جل شانہ کا یہ بے پناہ احسان اور اس کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ساری مخلوق میں سب سے افضل اور اشرف بنایا۔ اور ہمیں اپنے پیارے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں اپنے بندوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے اپنے نبیوں اور رسولوں کو دنیا میں مبعوث فرمایا، تاکہ وہ اس کے بندوں کو کفر و شرک اور گمراہیت و ضلالت کی تاریکی سے نکال کر وحدۃ لا شریک جل شانہ کی بارگاہ اقدس میں سجدہ ریز کریں اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرتے ہوئے اس کے نبیوں اور رسولوں کی نبوت اور رسالت کو بھی سچے دل سے تسلیم کریں۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ چاہتا تو اپنے نبیوں اور رسولوں کو دنیا میں بھیجے بغیر بھی لوگوں کو سیدھے راستے پر لاسکتا تھا کہ وہ کسی بھی معاملہ میں کسی کا محتاج نہیں ہے بل کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اسی کا محتاج کرم ہے۔ لیکن یہ اس کی مرضی اور مشیت ہے کہ اس کے بندے بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر کے حق کی راہ میں مشقتیں جھیلیں تاکہ وہ اپنے فضل اور عطاے خاص سے انھیں بلند درجات سے نوازے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کی بجا آوری کے لیے اپنے نبیوں اور رسولوں کو عہد بہ عہد مبعوث فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک یہ سلسلہ جاری رہا آخر کار اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر دروازہ نبوت و رسالت کو بند کر دیا۔ اب اگر اس کے بندے گمراہی اور ضلالت میں مبتلا ہوں گے تو ان کی ہدایت و رہنمائی کے لیے اس نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا یہ عظیم منصب امت محمدیہ کے سپرد کر دیا۔ اب دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور اس کے تحفظ و استحکام کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں، علماء، صلحا، صوفیہ اور اولیا کو منتخب فرما کر ان کے مقامات کو بلند فرما دیا۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے العلماء و رشتہ الانبیاء (علماء انبیاء کے وارث ہیں) کا مژدہ سنا کر علماء کی عزت بڑھائی۔ جہاں علماء اسلام مدارس میں اپنے درس و

تدریس اور وعظ و نصیحت کے ذریعے اسلام کی تبلیغ کا کام انجام دیں گے وہیں اولیا و صوفیہ اپنی خانقاہوں میں بیٹھ کر بھٹکے ہوئے انسانوں کو راہ راست پر لانے کے لیے ان کی طہارت نفس اور تزکیہ باطن کا کام انجام دیں گے۔ یہی وہ دو جماعتیں ہیں جو انسانوں کا رشتہ فانی دنیا سے توڑ کر باقی رہنے والی ذات خداے وحدۃ لا شریک سے جوڑتی ہیں۔ ان دونوں کا رتبہ اپنی اپنی جگہ بلند و بالا ہے۔

پوری دنیا میں اولیا و صوفیہ نے اسلام کی ترویج و تبلیغ میں جو نمایاں کردار ادا کیا ہے وہ اہل فہم پر روشن ہے۔ تبلیغ دین کے لیے جہاں بادشاہان اسلام اور سپہ سالار ان اسلام نے اپنی فتوحات کے پرچم بلند کیے وہیں اولیا نے اسلام نے اپنی روحانی توجہات سے لوگوں کے دلوں کو تسخیر کیا۔ سرزمین ہندوستان پر جوں سال سپہ سالار محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر سلطان شہاب الدین غوری تک تمام فاتحین کا مقصد ہندوستان میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت تھا۔ ان سلاطین کے حملوں کے دوران ہندوستان میں اولیا و صوفیہ اور علماء کے قافلے بھی یکے بعد دیگرے وارد ہوتے رہے اور اسلام کی اشاعت میں مصروف رہے۔ جب ان بادشاہوں کو عروج و اقبال حاصل ہونے لگا تو ان کے اندر دنیا سے محبت، جاہ و منصب اور سیم و زر کی ہوس پیدا ہونے لگی اور ان کی ساری توجہ اپنے ذاتی وقار کی طرف مرکوز ہو گئی، آپسی رسد کشی اور خانہ جنگی بھی بعض علاقوں میں ہونے لگی۔ لیکن علماء و اولیا نے ایسے دور میں دین و مذہب کی تبلیغ کے لیے اپنے آپ کو مصروف رکھا اور بادشاہوں اور امرا کے دربار سے دوری اختیار کیے رہے۔ حقیقت تو یہی ہے کہ ہمارے ملک میں اسلام کو جتنی تقویت ان اولیا و صوفیہ سے پہنچی وہ بادشاہان زمانہ سے نہیں پہنچی۔ یہ انھیں حضرات کی انتھک محنت کا نتیجہ ہے کہ برصغیر ہندوپاک میں آباد مسلمانوں کی تعداد پوری دنیا کے مجموعی اعداد کے شمار سے کہیں زیادہ ہے۔

بادشاہوں اور سلطانوں نے اپنی طاقت کے بل پر ہندوستان کی زمینوں کو تو فتح کر لیا لیکن اہل ہند کے دلوں پر فتح پانے میں وہ بری طرح ناکام ہو گئے۔ یہ کام اولیا و علماء نے بہ حسن و خوبی انجام دیا اور اپنے اعلا اخلاق و کردار اور بے لوث خدمت کے سبب ہندوستانیوں کے دلوں کو تسخیر کر لیا۔ یہاں کے مقامی راجا اور نواب اپنی رعایا پر ظلم و جبر کے پہاڑ توڑ رہے تھے ان علماء و اولیا نے اپنی کوششوں سے

ان مظلوموں کے دکھ درد کا مداوا کیا اور انھیں سکون و اطمینان کی لذت سے ہم کنار کیا۔ ان بے نفس اور پاک باز ہستیوں کی اخلاص و للہیت سے پر دعوت و تبلیغ کا یہ حسین ثمرہ ہے کہ آج دنیاے اسلام میں ہندوستان اسلامی روحانیت کا ایک بڑا مرکز کہلاتا ہے۔

بادشاہوں کی حکومتیں اور ان کا اقتدار تو ان کی نااہلی اور آپسی چپقلش کی وجہ سے ختم ہو گیا لیکن علما و اولیا کی سلطانی اور حکمرانی آج بھی قائم و دائم ہے جس کا نظارہ ہندوستان بھر میں پھیلے ان بزرگوں کو مزارات اور مقابر پر دیکھنے کو ملتا ہے۔ بلا لحاظ مذہب و رنگ و نسل ان حضرات کی مزارات پر لوگوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ برصغیر میں کفر و شرک کے اندھیروں سے اسلام کی روشنی میں لانے والے مبلغین میں سب سے نمایاں ہستی سلسلہ چشت کے قدآور بزرگ سلطان الہند خواجہ غریب نواز حضرت معین الدین چشتی حسن سنجر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جن کی برکت سے راجپوتانہ کی سرزمین میں اسلام کی اشاعت ہوئی اور جن کے قدموں کی برکتوں سے ہندوستان پر مسلم حکمرانوں نے اپنی سلطنت قائم کی۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے لاکھوں انسانوں نے اسلام کا نور یقین حاصل کیا اور سلسلہ چشتیہ سے منسلک آپ کے بالواسطہ یا بلاواسطہ خلفا و مریدین نے پورے ملک ہندوستان میں تبلیغ اسلام کا وہ کارنامہ انجام دیا جسے تاریخ اسلام میں قدرو منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

پورے ملک میں جو لوگ ان حضرات کے ہاتھوں پر اسلام قبول کرتے یہ انھیں تمام گناہوں سے توبہ کراتے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری کا عہد لیتے بے حیائی و بد اخلاقی، ظلم و زیادتی اور لوگوں کے حقوق کی پامالی سے دور رہنے کی تلقین کرتے، حسن اخلاق کی ترغیب دیتے اور برے اعمال و افعال بچنے کی تاکید فرماتے۔ ذکر الہی اور تقوا و پرہیزگاری کا درس دیتے۔ یہ ان ہی پاک باز ہستیوں کی بے لوث اور مخلصانہ تبلیغ کا اثر ہوا کہ ہندوستانی عوام کے دل ان حضرات کی طرف بھر گئے اور انھوں نے اسلام کی آغوش میں آ جانے میں ہی دونوں جہاں کی نجات تصور کیا۔

## سلسلہ چشتیہ اور سرزمین ہند

اللہ تعالیٰ نے ہندوستان میں لوگوں کی روحانی تربیت اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور تحفظ و استحکام کے لیے طریقت کے جس خاندان کو منتخب فرمایا وہ سلسلہ چشت ہے اس سلسلہ کی نام و راہ اور بزرگ ہستی خواجہ غریب نواز حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو ہندوستان میں اسلامی حکومت کی بنیاد سے پہلے ہی اس بات کا غیبی طور پر اشارہ مل چکا تھا کہ وہ سرزمین ہند کو اپنی تبلیغی و اشاعتی سرگرمیوں کا مرکز بنائیں۔

چشت جس کی جانب اس سلسلہ کو منسوب کیا جاتا ہے وہ خراسان میں ہرات کے قریب ایک مشہور شہر ہے جہاں اللہ تعالیٰ کے کچھ نیک بندوں نے انسانوں کی روحانی تربیت اور تزکیہ نفس کے لیے ایک بڑا مرکز قائم کیا۔ ان حضرات کے طریقہ تبلیغ اور رشد و ہدایت نے پوری دنیا میں شہرت و مقبولیت حاصل کر لی اور اسے اس شہر چشت کی نسبت سے ”چشتیہ“ کہا جانے لگا۔ چشت موجودہ جغرافیہ کے مطابق افغانستان میں ہرات کے قریب واقع ہے۔

سلسلہ چشتیہ کے بانی حضرت ابواسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ سب سے پہلے لفظ ”چشتی“ ان ہی کے نام کا جز بنا، لیکن حضرت خواجہ معین الدین چشتی حسن سنجر رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت نے اس سلسلہ کے پرچم تلے دعوت حق کا جو کام انجام دیا اور آپ کو جو شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی اس سے لفظ ”چشتی“ دنیا بھر میں بے پناہ مشہور و مقبول ہوا۔ طریقت کے دیگر سلاسل کی طرح یہ سلسلہ بھی حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ملتا ہے۔

برصغیر ہند و پاک میں سلسلہ چشت کے بانی حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ بیعت و خلافت اس طرح ہے :

(۱) سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجیری

(۲) حضرت خواجہ عثمان ہارونی

(۳) حضرت خواجہ حاجی شریف زندانی

## سوانح حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

### نام و نسب اور والدین

سرزمین ہند میں سلسلہ چشتیہ کے بانی اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے سرخیل اور سالار حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی حسن سنجر اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا نام ”معین الدین“ ہے، والدین محبت سے آپ کو ”حسن“ کہہ کر پکارتے تھے، آپ حسنی اور حسینی سید تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب بارہویں پشت میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

پدری سلسلہ نسب: خواجہ معین الدین بن غیاث الدین بن کمال الدین بن احمد حسین بن نجم الدین طاہر بن عبدالعزیز بن ابراہیم بن امام علی رضا بن موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن محمد باقر بن امام علی زین العابدین بن سیدنا امام حسین بن علی مرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین ورحمہم اللہ تعالیٰ۔

مادری سلسلہ نسب: بی بی ام الوریع موسوم بہ بی بی ماہ نور بنت سید داود بن سید عبداللہ جنبل بن سید یحییٰ زاہد بن سید محمد روحی بن سید داود بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ ثانی بن سید موسیٰ اخوند بن سید عبداللہ بن سید حسن ثنی بن سیدنا امام حسن بن سیدنا علی مرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین ورحمہم اللہ تعالیٰ۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت خواجہ غیاث الدین حسن صاحب اپنے علاقہ کے دولت مند اور با اثر بزرگ تھے۔ صبر و ہدایت اور تقویٰ و پرہیزگاری میں بھی آپ بہت ممتاز تھے۔ علم ظاہر و باطن سے آراستہ تھے۔ ملک سیتان کی تباہی و بربادی کے بعد آپ نے وہاں سے ہجرت کر کے خراسان میں قیام کیا، جہاں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی پرورش و پرداخت ہوئی۔

آپ کی والدہ ماجدہ بی بی ام الوریع موسوم بہ بی بی ماہ نور بھی نہایت بلند کردار خاتون تھیں۔ عبادت و ریاضت اور غربا و مساکین کی امداد و اعانت آپ کے محبوب مشاغل میں سے تھا۔

(۴) حضرت خواجہ مودود چشتی

(۵) حضرت خواجہ ابویوسف چشتی

(۶) حضرت خواجہ ابو محمد بن ابی احمد چشتی

(۷) حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی

(۸) حضرت خواجہ ابواسحاق شامی چشتی

(۹) حضرت خواجہ مشاد علی دینوری

(۱۰) حضرت خواجہ امین الدین ابوہمیرہ بصری

(۱۱) حضرت خواجہ سدید الدین حذیفہ عرشی

(۱۲) حضرت خواجہ ابراہیم ادہم بلخی

(۱۳) حضرت خواجہ ابوالفیض فضیل بن عیاض

(۱۴) حضرت خواجہ ابوالفضل عبدالواحد بن زید

(۱۵) حضرت خواجہ حسن بصری علیہم الرحمۃ

(۱۶) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

ہندوستان میں چشتیہ سلسلہ کی بنیاد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں سے رکھی گئی مگر ان سے پہلے خانوادہ چشت کے جو صاحب کمال بزرگ ہندوستان تشریف لائے وہ خواجہ ابو محمد چشتی ہیں جس زمانہ میں سلطان محمود غزنوی نے سومنات پر چڑھائی کی خواجہ ابو محمد چشتی نے خواب میں دیکھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں کہ: ”اے ابو محمد! تم کو سلطان مجاہد کی مدد کے لیے جانا چاہیے۔“ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر چند درویشوں کے ساتھ سومنات آگئے اور ستر سال کی عمر میں کفار و مشرکین کے مقابلہ میں شریک جہاد ہوئے ایک دن جنگ میں مشرکین غالب آگئے مسلمانوں نے راہ فرار اختیار کی خواجہ ابو محمد چشتی نے یہ منظر دیکھا تو اپنے مرید خاص خواجہ محمد کا کو کو میدان سے آواز دی اے کا کو آگے بڑھ کا کو نے جھپٹ کر کفار پر حملہ کر دیا اور اتنی بے جگری سے لڑا کہ مشرکین کو پسپا ہونا پڑا اور لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ (نجات الانس صفحہ ۵۶۰)

## ولادت اور مقام ولادت

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۵۳۷ ہجری بہ مطابق ۱۱۴۲ عیسوی کو بھتان جسے ”سیتان“ بھی کہا جاتا ہے، کے قصبہ سنجری میں ہوئی۔ اسی لیے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سنجری بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کی ولادت پوری دنیا کے لیے باعثِ رحمت اور سعادت بنی۔ آپ نے اس دنیا میں عرفانِ خداوندی، خشیتِ ربانی اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا کیا اور کفر و شرک کی گھٹا ٹوپ کو اسلام و ایمان کی روشنی سے جگمگا دیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ بیان کرتی ہیں :

”جب معین الدین میرے شکم (پیٹ) میں تھے تو میں اچھے خواب دیکھا کرتی تھی گھر میں خیر و برکت تھی، دشمن دوست بن گئے تھے۔ ولادت کے وقت سارا مکان انوارِ الہی سے روشن تھا۔“ (مرآۃ الاسرار)

## قابلِ رشک بچپن

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے تقوا و طہارت کے پیکر اور عبادت و ریاضت کے گوہر والدین کی گود میں تربیت پائی تھی۔ آپ کی پرورش ایسے والدین نے کی تھی جو خود اپنے زمانے کے نیک اور صالح بزرگوں میں شمار کیے جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ عام بچوں کی طرح کھیل کود، لہو و لعب اور بچپن کی دیگر عادتوں سے کوسوں دور تھے۔ آپ کی کشادہ پیشانی پر بچپن ہی سے جو انوارِ ربانی عیاں ہوتا تھا وہ اس بات کا اعلان کرتا تھا کہ آپ ایک غیر معمولی شخصیت بننے والے ہیں اور آپ آگے چل کر فکر و عمل اور تقوا و پرہیزگاری کے روشن مینار ہوں گے جس کی روشنی میں لاکھوں افراد راہِ راست پر آئیں گے۔ غرض یہ کہ آپ کا بچپن بھی قابلِ رشک تھا۔

آپ کی پرورش اور تعلیم و تربیت خراسان میں ہوئی، ابتدائی تعلیم والدِ گرامی کے زیرِ سایہ ہوئی

جو بہت بڑے عالم تھے۔ نو برس کی عمر میں قرآن شریف حفظ کر لیا پھر ایک مدرسہ میں داخل ہو کر تفسیر و حدیث اور فقہ (اسلامی قانون) کی تعلیم حاصل کی، خدا داد ذہانت و ذکاوت، بلا کی قوتِ یادداشت اور غیر معمولی فہم و فراست کی وجہ انتہائی کم مدت میں بہت زیادہ علم حاصل کر لیا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ گیارہ برس کی عمر تک نہایت ناز و نعم اور لاڈ پیار میں پروان چڑھتے رہے۔

## داغِ یتیمی

جب حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی عمر پندرہ سال کی ہوئی تو آپ کے والد حضرت غیاث الدین حسن صاحب علیہ الرحمہ کا سایہ شفقت و محبت سر سے اٹھ گیا۔ والد کا اس طرح داغِ مفارقت دے جانا آپ کے لیے گہرے رنج و غم اور دکھ درد کا باعث بنا، لیکن باہمت والدہ ماجدہ بی بی ماہ نور نے آپ کو باپ کی کمی کا احساس نہیں ہونے دیا۔

والدِ گرامی کے اس دار فانی سے کوچ کرنے کے بعد ترکہ میں ایک باغ اور ایک پن بجلی ملی۔ جوانی کے عالم میں اسی ترکہ کو اپنے لیے ذریعہٴ معاش بنایا خود ہی باغ کی دیکھ بھال کرتے اور اس کے درختوں کو پانی دیتے اور باغ کی صفائی سٹرائی کا بھی خود ہی خیال رکھتے۔ اسی طرح پن بجلی کا سارا نظام بھی خود سنبھالتے، جس سے زندگی بڑی آسودہ اور خوش حال بسر ہو رہی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو انسانوں کی تعلیم و تربیت اور کائنات کے گلشن کی اصلاح و تذکیر کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ لہذا آپ کی زندگی میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس سے آپ نے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور طریقت و سلوک کے مراتب طے کرتے ہوئے وہ مقامِ بلند حاصل کیا کہ آج بھی آپ کی روحانیت کو ایک جہان تسلیم کر رہا ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا وہ واقعہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے جس نے آپ کی دنیا بدل دی۔

## مجبذب وقت ابراہیم قندوزی کی آمد اور

### حضرت خواجہ کا ترک دنیا کرنا

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے شب و روز گذرتے رہے۔ عالم اسلام میں تاتاریوں کے ظلم و ستم کی آندھیاں چلنے لگیں، جس سے پوری امت مسلمہ کا امن و سکون درہم برہم ہو گیا۔ تاتاریوں کے ہاتھوں مسلمانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کی بربادی روزمرہ کے معمول بن گئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ ان ناگفتہ بہ حالات سے بے خبر نہ رہے اور خاموشی کے ساتھ ان بربادیوں اور تباہیوں کا جائزہ لیتے رہے آپ کے نیک اور صالح دل و دماغ پر دنیا کی بے رغبتی نقش ہوتی گئی اور امیروں اور دنیا داروں سے راہ و رسم کی بجائے فقیروں اور درویشوں کی صحبت اور خدمت کا شوق و ذوق پروان چڑھنا شروع ہوا۔ ایک دن ترکے میں ملے ہوئے باغ میں آپ درختوں کو پانی دے رہے تھے کہ اس بستی کے ایک مجذب ابراہیم قندوزی اشارہ غیبی پر باغ میں تشریف لائے۔ جب حضرت خواجہ کی نظر اس صاحب باطن مجذب پر پڑی تو ادب و احترام کے ساتھ ان کے قریب گئے اور ایک سایا دار درخت کے نیچے آپ کو بٹھادیا اور تازہ انگور کا ایک خوشہ سامنے لا کر رکھ دیا، خود دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔ حضرت ابراہیم قندوزی نے انگور کھائے اور خوش ہو کر بغل سے روٹی کا ایک ٹکڑا نکالا اور اپنے منہ میں ڈالادانتوں سے چبا کر حضرت خواجہ غریب نواز کے منہ میں ڈال دیا اس طرح حق و صداقت اور عرفان خداوندی کے طالب حقیقی کو ان لذتوں سے فیض یاب کر دیا۔ روٹی کا حلق میں اترنا تھا کہ دل کی دنیا بدل گئی۔ روح کی گہرائیوں میں انور الہی کی روشنی پھوٹ پڑی، جتنے بھی شکوک و شبہات تھے سب کے سب اک آن میں ختم ہو گئے، دنیا سے نفرت اور بے زاری پیدا ہو گئی اور آپ نے دنیاوی محبت کے سارے امور سے کنارہ کشی اختیار کر لی، باغ، پن چکی اور دوسرے ساز و سامان کو بیچ ڈالا، ساری قیمت فقیروں اور مسکینوں میں بانٹ دی اور طالب حق بن کر وطن کو چھوڑ دیا اور سیر و سیاحت شروع کر دی۔

## علم شریعت کا حصول

زمانہ قدیم سے یہ دستور چلا آ رہا ہے کہ علم طریقت کی تحصیل کے خواہش مند پہلے علم شریعت کو حاصل کر کے اس میں کمال پیدا کرتے ہوئے عمل کی دشوار گزار وادی میں دیوانہ وار اور مستانہ وار چلتے رہتے ہیں اور بعد میں علم طریقت کا حصول کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طریقہ کار کو اپنایا اور وطن سے نکل کر سمرقند و بخارا کا رخ کیا جو کہ اس وقت پورے عالم اسلام میں علم و فن کے مراکز کے طور پر جانے جاتے تھے جہاں بڑی بڑی علمی و دینی درس گاہیں تھیں جن میں اپنے زمانے کے ممتاز اور جید اساتذہ کرام درس و تدریس کے فرائض انجام دیا کرتے تھے۔ ان درس گاہوں میں دنیا بھر سے علم دین کی طلب رکھنے والے افراد کھنچ کھنچ کر آتے اور اپنی تشنگی کو بجھاتے تھے۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ بھی یہاں آ کر پورے ذوق و شوق اور لگن کے ساتھ طلب علم میں مصروف ہو گئے۔ تفسیر، حدیث، فقہ، کلام اور دیگر ضروری علوم کا درس لیا اور کامل مہارت حاصل کر لی، آپ کے اساتذہ میں نمایاں طور پر مولانا حسام الدین بخاری اور مولانا شرف الدین صاحب شرع الاسلام کے نام لیے جاتے ہیں۔

## پیر کامل کی تلاش

سمرقند اور بخارا کی ممتاز درس گاہوں میں جید اساتذہ کرام کے زیر سایا رہ کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے علوم شریعت کی تکمیل کرنے کے بعد روحانی علوم کی تحصیل کے لیے اپنے سفر کا آغاز کیا۔ اس زمانے میں علم طریقت کے مراکز کے طور پر پوری دنیاے اسلام میں عراق و حجاز مقدس مشہور و معروف تھے، جہاں صالحین اور صوفیائے کاملین کی ایک کثیر تعداد بادۂ وحدت اور روحانیت و معرفت کے پیاسوں کی سیرابی کا کام کر رہی تھی۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کائنات ارضی میں اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی مختلف اشیا کا

مشاہدہ و تفکر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں اولیا و علما اور صلحا و صوفیہ کی زیارت کرتے ہوئے بغداد، مکہ اور مدینہ کی سیر و سیاحت اور زیارت کی سعادتیں حاصل کیں۔ پھر پیر کامل کی تلاش و جستجو میں مشرق کی سمت کا رخ کیا اور علاقہ نیشاپور کے قصبہ ہارون پہنچے جہاں ہادی طریقت حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں روحانی و عرفانی مجلسیں آراستہ ہوتی تھیں۔ خانقاہ عثمانی میں پہنچ کر حضرت خواجہ غریب نوار رحمۃ اللہ علیہ کو منزل مقصود حاصل ہو گئی اور آپ مرشد کامل حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے اور ان کے مبارک ہاتھوں پر بیعت کی۔

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیعت کے واقعہ کو اس طرح بیان کیا ہے:

”ایسی صحبت میں جس میں بڑے بڑے معظم و محترم مشائخ کبار جمع تھے میں ادب سے حاضر ہوا اور روئے نیاز زمین پر رکھ دیا، حضرت مرشد نے فرمایا: دو رکعت نماز ادا کر، میں نے فوراً تکمیل کی۔ روبہ قبلہ بیٹھ، میں ادب سے قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا، پھر ارشاد ہوا سورہ بقرہ پڑھ، میں نے خلوص و عقیدت سے پوری سورت پڑھی، تب فرمایا: ساٹھ بار کلمہ سبحان اللہ کہو، میں نے اس کی بھی تکمیل کی، ان مدارج کے بعد حضرت مرشد قبلہ خود کھڑے ہوئے اور میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لیا آسمان کی طرف نظر اٹھا کے دیکھا اور فرمایا میں نے تجھے خدا تک پہنچا دیا ان جملہ امور کے بعد حضرت مرشد قبلہ نے ایک خاص وضع کی ترکی ٹوپی جو کلاہ چارڑ کی کہلاتی ہے میرے سر پر رکھی، اپنی خاص کملی مجھے اوڑھائی اور فرمایا بیٹھ میں فوراً بیٹھ گیا، اب ارشاد ہوا ہزار بار سورہ اخلاص پڑھ میں اس کو بھی ختم کر چکا تو فرمایا ہمارے مشائخ کے طبقات میں بس یہی ایک شب و روز کا مجاہدہ ہے لہذا جا اور کامل ایک شب و روز کا مجاہدہ کر، اس حکم کے بہ موجب میں نے پورا دن اور رات عبادت الہی اور نماز و طاعت میں بسر کی دوسرے دن حاضر ہو کے، روئے نیاز زمین پر رکھا تو ارشاد ہوا بیٹھ جا، میں بیٹھ گیا، پھر ارشاد ہوا اوپر دیکھ میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی تو دریافت

فرمایا کہاں تک دیکھتا ہے، عرض کیا عرش معلات تک، تب ارشاد ہوا نیچے دیکھ میں نے آنکھیں زمین کی طرف پھیری تو پھر وہی سوال کیا کہاں تک دیکھتا ہے عرض کیا تحت الثریٰ تک حکم ہوا پھر ہزار بار سورہ اخلاص پڑھ اور جب اس حکم کی بھی تعمیل ہو چکی تو ارشاد ہوا کہ آسمان کی طرف دیکھ اور بتا کہاں تک دیکھتا ہے میں نے دیکھ کر عرض کیا حجاب عظمت تک، اب فرمایا آنکھیں بند کر، میں نے بند کر لی، ارشاد فرمایا اب کھول دے میں نے کھل دی تب حضرت نے اپنی دونوں انگلیاں میری نظر کے سامنے کی اور پوچھا کیا دیکھتا ہے؟ عرض کیا اٹھارہ ہزار عالم دیکھ رہا ہوں، جب میری زبان سے یہ کلمہ سنا تو ارشاد فرمایا بس تیرا کام پورا ہو گیا پھر ایک اینٹ کی طرف دیکھ کر فرمایا اسے اٹھا میں نے اٹھایا تو اس کے نیچے سے کچھ دینار نکلے، فرمایا انھیں لے جا کے درویشوں میں خیرات کر۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔“ (انیس الارواح {ملفوظات خواجہ} صفحہ ۲/۱)

حضرت خواجہ عثمان ہارونی جیسے مرشد کامل کی ایک نظر نے حضرت خواجہ غریب نوار رحمۃ اللہ علیہ کو ایک لمحے میں کہاں سے کہاں پہنچا دیا اور آپ کو علم طریقت کا ایک ٹھانڈا مارتا سمندر بنا دیا۔ ایسے مرشد کامل اور پیر طریقت کے مختصر احوال و کوائف بھی ذیل میں ملاحظہ کرتے چلیں۔

## حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد کامل قطب ارشاد حضرت خواجہ عثمان ہارونی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ غریب نواز کے مرشد کامل قطب ارشاد حضرت خواجہ عثمان ہارونی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت نیشاپور کے قریب علاقہ خراسان کے ہارون میں ہوئی۔ تذکرہ نگاروں نے سال ولادت میں اختلاف کیا ہے، اکثر مورخین نے آپ کی ولادت کا سن ۵۳۶ ہجری / ۱۱۴۱ عیسوی تحریر کیا ہے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سادات گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔

آپ کا خاندان بہت زیادہ باعزت اور با عظمت تھا، علم و فضل اور زہد و تقوا کے اعتبار سے آپ کے گھرانے کو بے حد مقبولیت حاصل تھی۔ آپ کے والد بہت بڑے عالم با عمل تھے۔ اس لیے آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت گھر پر ہی ہوئی اور قرآن پاک حفظ کیا تلاوت سے آپ کو بے انتہا لگا تھا۔ نیشاپور اس زمانہ میں علم و فضل کا عظیم مرکز تھا اس لیے اعلیٰ تعلیم کے لیے اسی شہر میں قیام کیا، حدیث، فقہ، تفسیر اور دیگر علوم کو شوق و ذوق سے حاصل کیا اور ان علوم میں مہارت پیدا کی۔ جلد ہی آپ کا شمار اس زمانے کے جید اور ممتاز علما میں ہونے لگا۔ علوم شریعت کی تحصیل و تکمیل کے بعد آپ نے علوم طریقت کے حصول کا ارادہ کیا اور راہ طریقت میں رہ نمائی کے لیے کسی درویش کامل اور پیر طریقت کی تلاش شروع کر دی۔ اسی دوران اتفاق سے ایک روز ایک صاحب باطن مجذوب سے ملاقات ہو گئی، ان کی نگاہوں نے آپ کے قلب و روح پر وہ اثر ڈالا کہ دل کی دنیا میں ایک انقلاب برپا ہو گیا۔ آپ نے دنیا سے رشتہ منقطع کر لیا۔ آرام و راحت ہمیشہ کے لیے ترک کر دیا اور کسی شیخ کامل کی جستجو میں اس زمانے کے مشہور و معروف اسلامی شہروں کا رخ کیا اور اولیاء و علما سے ملاقاتیں کیں ان سے روحانی فیوض حاصل کیے اور ان کی ہدایات اور پند و نصائح پر عمل کرتے رہے۔

آخر کار اللہ تعالیٰ نے سچے پیر کی سچی طلب کے لیے سرگرداں طالب حق کو راستہ دکھادیا اور آپ کی ملاقات حضرت خواجہ حاجی شریف زندانی چشتی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۴۹۲ھ / ۱۰۹۸ء / ۱۲۱۵ء / ۱۲۱۵ء) سے ہوئی جن کے کشف و کرامات، زہد و تقوا اور استقامت علی الدین کا چرچا اس زمانے میں دودور تک پھیلا ہوا تھا۔ جنھیں خواجہ بزرگ کے نام سے بھی جانا جاتا تھا۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ بزرگ کی خدمت میں پہنچ کر ان کے مبارک ہاتھوں پر بیعت ہوئے اور ان کی رہبری میں سلوک و معرفت کی منزلیں طے کرنے لگے۔ جب ریاضت و مجاہدہ اور عبادت و نفس کشی کرتے ہوئے آپ کی شخصیت کندن بن گئی اور آپ بھی ایک مرد کامل کی حیثیت اختیار کر گئے تو مرہد با صفا نے آپ کو اپنی خلافت و اجازت سے نوازا دیا۔

پیر کامل نے جب خلافت سے نوازا تو کلاہ چارتر کی آپ کے سر پر رکھی اور فرمایا چارتر کی سے مراد چارترک، (۱) ترک دنیا، (۲) ترک عقلی یعنی تیرا مقصد ذات الہی کے سوا کوئی اور نہ ہو (۳) ترک خورد و خواب (کھانا اور سونا چھوڑنا) مگر سد رمق (سانس چلنے کے لیے) اس کی ضرورت ہے (۴) ترک خواہش نفس یعنی نفس جس بات کا مطالبہ کرے اس کے خلاف کرو جو یہ چاروں ترک کرے کلاہ چارتر کی پہننے کا مستحق ہے۔ (خزینۃ الاصفیاء جلد ۱ صفحہ ۲۵۴)

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کو جب پیر و مرشد سے خلافت و اجازت حاصل ہو گئی تو آپ نے اسلامی ممالک کی سیر و سیاحت شروع کی اس دوران کبھی بھی ذکر و فکر، ریاضت و مجاہدہ اور تبلیغ دین سے غفلت نہیں برتی۔ مختلف کتب میں منقول ہے کہ ستر سال تک آپ نے سخت ریاضت و مجاہدہ کیا اور اس عرصہ میں کبھی بھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اور نہ ہی سیر ہو کر کبھی پانی نوش کیا۔

## کرامات

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ ولایت کے اس بلند مقام پر فائز تھے کہ آپ کی دعائیں کبھی رد نہ ہوتیں۔ آپ سے بے شمار کراماتیں صادر ہوئیں اور آپ کے درس و تدریس، وعظ و نصیحت اور اصلاح و تذکیر سے ہزاروں بے دینوں اور ملحدوں کو دین اسلام کی دولت نصیب ہوئی اور لاکھوں گم کردہ راہ مسلمانوں نے ہدایت پائی۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی تربیت سے بے شمار حضرات کو مرتبہ ولایت بھی حاصل ہوا۔ آپ کی کرامتوں سے چند ایک کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

☆ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دوران سفر ایک دن میں مرہد کامل حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ کے ساتھ ایک ایسے دریا پر پہنچا جس پر نہ تو پل تھا اور نہ ہی کشتی..... حتیٰ کہ دوسری طرف جانے کا کوئی سامان نہیں تھا، مرہد برحق نے مجھ سے فرمایا آنکھ بند کر لو تھوڑی دیر بعد فرمایا آنکھ کھول دو جب میں نے آنکھ کھولی دیکھا کہ ہم دونوں دریا کے دوسرے کنارے پر کھڑے



ہیں یہ پتا بھی نہ چل سکا کہ دریا سے ہمارا گزر کس طرح ہوا۔

☆ آپ کی مجلس میں ایک شخص آیا اور کہا کہ چالیس سال سے میرا لڑکا غائب ہے اور اس کی کچھ خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے اس بارے میں توجہ فرمائیں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے مراقبہ میں سر جھکا لیا اور تھوڑی دیر بعد فرمایا تیرا لڑکا مکان پر آچکا ہے۔ جب وہ شخص گھر پہنچا تو لڑکے کو موجود پایا فوراً ہی اپنے لڑکے کو لے کر حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور شکریہ ادا کیا۔

حاضرین نے اس لڑکے سے ماجرا پوچھا تو اس نے کہا کہ میں ایک جزیرہ میں شیطانوں کی قید میں تھا آج ایک بزرگ جن کی صورت (حضرت کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ) بالکل حضرت خواجہ کی ہے میرے پاس آئے اور فرمایا اٹھ اور میرے پیروں پر پیرا کھ اور آنکھ بند کر لے میں نے ایسا ہی کیا جب آنکھ کھلی تو خود کو اپنے مکان پر پایا۔ (سیر الاولیاء ص ۵۴)

☆ ایک مرتبہ ایک مقام پر ستر جاہلوں کی ایک مجلس گرم تھی اور آدھی رات گزر گئی وہاں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتوں کا ذکر چھڑ گیا انھوں نے کہا ہم اس وقت خواجہ کے پاس چلیں اور ان کی آزمائش کریں اگر خاطر خواہ کرامت ظاہر ہوگئی تو ہم سب ان کے مرید ہو جائیں گے۔ ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے ذہن میں علاحدہ علاحدہ ایسے کھانے کا تصور کیا جو اس وقت میسر آنا مشکل تھا، پھر حضرت کی خانقاہ میں حاضر ہوئے خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ نے ان لوگوں کو دیکھتے ہی فرمایا واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم اور ان سب کو اپنے روبرو بٹھایا پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے فوراً ہی ایک دسترخوان غیب سے ظاہر ہوا جس میں ستر مختلف قسم کے کھانے رکھے ہوئے تھے۔ حضرت نے ہر ایک کی خواہش کے مطابق جدا جدا کھانے بانٹے۔ جب ان جاہلوں نے آپ کی یہ روشن کرامت دیکھی تو دل و جان سے مرید ہو گئے اور ظاہری و باطنی کمالات سے بہرہ ور ہوئے۔ (خزینۃ الاصفیاء ص ۲۵۶)

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر کا ایک بڑا حصہ ولایت کی تکمیل، اللہ عزوجل کی بنائی ہوئی کائنات کے مشاہدہ و مطالعہ اور علم شریعت و طریقت کی تحصیل کے لیے سفر میں گزرا اور ان

اسفار میں آپ نے اپنے چہیتے اور لاڈلے خلیفہ و شاگرد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ساتھ میں رکھا۔ حضرت خواجہ غریب نواز کے اجمیر روانہ ہونے سے پہلے سلطان ٹنٹس الدین اتمش کے عہد حکومت میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی دہلی آئے یہاں حضرت خواجہ غریب نواز بھی تھے آپ نے مرشد کی بہت خدمت کی۔ سلطان ٹنٹس الدین اتمش جس کو بزرگان دین سے بے حد محبت تھی اس نے بھی خواجہ ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی بہت زیادہ عزت کی۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے خواجہ غریب نواز کو حکم دیا کہ سلطان ٹنٹس الدین اتمش کی تعلیم و تربیت کے لیے ایک کتاب لکھو۔ چنانچہ آپ نے ”گنج اسرار“ نامی کتاب لکھی۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفا میں چار بہت مشہور ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔ (۱) خواجہ معین الدین چشتی (۲) خواجہ نجم الدین صفرا (۳) خواجہ سعدی (۴) خواجہ محمد ترک علیہم الرحمہ۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ یہ دعا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ انھیں مکہ معظمہ کی خاک میں دفن ہونے کی سعادت عطا کرے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس برگزیدہ بندے کی دعا سُن لی اور آپ کا وفات ۵ شوال المکرم ۶۱۷ھ / ۱۲۲۰ء کو مکہ مکرمہ میں ہوا۔ جنت المعلّٰی کے قریب آپ کو دفن کیا گیا۔

## حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال زریں

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور ان کے اقوال پر مبنی ایک کتاب ”انیس الارواح“ نام کی حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی۔ اس کتاب میں خواجہ غریب نواز نے اپنے پیروں و مرشد کے جو اقوال اور ارشادات جمع کیے ہیں وہ سب قرآن و حدیث سے ماخوذ ہیں۔ ذیل میں چند ایک اقوال زریں پیش کیے جاتے ہیں۔

☆ افضل ترین زہد موت کو یاد کرنا ہے۔

☆ نماز اور شریعت کے فرائض کا منکر کا فر ہے۔

☆ صدقہ دینا ہزار رکعت نماز سے بہتر ہے۔

☆ خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سمرقند میں شیخ عبدالواحد سمرقندی سے میں نے سنا ایمان میں کچھ مزہ نہیں تا وقت یہ کہ شب و روز قیام نہ کیا جائے پس جو شخص یہ کام کرتا وہ ایمان کا لطف پاتا ہے۔  
☆ عالموں کا حسد اچھا نہیں خصوصاً مسلمان کے لیے بعض علما نے فرمایا حسد دل سے نکال دینا چاہیے جب حسد دل سے نکال دیں گے تو جنت میں جائیں گے۔

☆ مومن وہ شخص ہے جو تین چیزوں کو دوست رکھتا ہے..... (۱) موت (۲) درویشی (۳) دعا۔ جو ان تین چیزوں کو دوست رکھتا ہے فرشتے اسے دوست رکھتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ اس مومن سے خوش ہوتا ہے جو کسی مومن کی ضرورت کو پورا کرے اس کا مقام بہشت ہے۔

☆ جو شخص مومن کی عزت و توقیر کرتا ہے اس کی جگہ بہشت میں ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

☆ مومن کو گالی دینا اپنی ماں بہن سے زنا کرنا ہے ایسے شخص کی دعا سودن تک قبول نہیں ہوتی اگر کوئی اور اذو وظائف میں مشغول ہو اور کوئی حاجت مند آجائے تو لازم ہے کہ وہ اور اذو وظائف کو چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہو اور اپنے مقدور کے مطابق اس کی حاجت پوری کرے۔

☆ خدا تعالیٰ کے ایسے دوست ہیں کہ وہ دنیا میں ایک لمحہ کے لیے بھی اس سے غافل ہو جائیں تو ان کی ہستی مٹ جائے۔

☆ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہوئے یہاں درمیان میں آپ کے پیرومرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تذکرہ خیر اس لیے کر دیا گیا کہ ہم چلتے چلتے آپ کے پیر کامل کے بارے میں بھی سرسری معلومات حاصل کر لیں۔ اب آئیے ہم دوبارہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کی طرف بڑھتے ہیں۔

## حضرت خواجہ کی عبادت و ریاضت اور مجاہدات

☆ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ جیسے شیخ کامل نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کو عطاے خداوندی سے ایک نظر میں ایسا بلند و بالا مقام عطا فرما دیا جو ایک لمبے عرصہ تک دیگر لوگوں کو عبادت و ریاضت اور مجاہدات کے بعد بھی نہیں مل پاتا۔

☆ پیرومرشد سے مرید ہونے کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے ڈھائی سال تک تزکیہ نفس اور طہارت قلبی کے لیے اپنے آپ کو بہت سخت عبادت و ریاضت اور مجاہدات سے گزارا۔ حضرت خواجہ کے خلیفہ و جانشین حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلے میں اس طرح روشنی ڈالتے ہیں:

”خواجہ بزرگ نے بڑے مجاہدات کیے آپ سات شبانہ روز بعد افطار کرتے اور پانچ مثقال وزن کی روٹی پانی میں بھگو کر تناول فرماتے۔ آپ کا لباس دو چادریں تھیں جن میں پیوند لگے رہتے پیوند لگانے کے لیے جس قسم کا کپڑا مل جاتا اسی سے سی لیتے۔“ (مرآۃ الاسرار ص ۹۹۵)

☆ حضرت خواجہ غریب نواز کو اپنے پیرومرشد سے بے پناہ محبت اور الفت تھی۔ یہی نہیں بل کہ آپ کے پیرومرشد بھی آپ سے بہت زیادہ انسیت اور مشفقانہ برتاؤ کرتے تھے۔ حضرت خواجہ اپنے مرشد کی خدمت اور ان سے فیض حاصل کرنے میں دوسرے مریدوں کی نسبت زیادہ توجہ دیا کرتے آپ کے مرہد گرامی حضرت خواجہ عثمان ہارونی جہاں بھی جاتے آپ ان کے ساتھ ساتھ جاتے ان کا بستر، توشہ اور دوسرے ساز و سامان عقیدت سے اپنے سر پر لادے ہوئے چلتے تھے۔ حضرت خواجہ نے مکمل بیس سال تک اپنے مرہد گرامی کی خدمت میں بسر کیے۔ اس طویل مدت میں آپ نے دنیا بھر کے مختلف ایسے علاقوں کی سیر و سیاحت بھی کی جو اس زمانے میں اسلامی علوم و فنون کے مرکز اور علماء اولیا اور صوفیہ و مشائخ کے مسکن تھے۔ جن میں سیستان، دمشق، اوش، بدخشاں، بغداد، مکہ، مدینہ، منورہ

اور دیگر شہر شامل ہیں۔ ان شہروں میں پہنچ کر حضرت خواجہ نے وہاں کے علما و مشائخ سے علوم و فنون کی تحصیل کی اور بہت سارے اللہ کے نیک بندوں اور اولیاء کا ملین سے ملاقاتیں بھی کیں۔ اس دوران آپ کی سب سے پہلی منزل سنجان تھی جہاں آپ نے حضرت نجم الدین کبریا رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی۔ وہاں سے بغداد روانہ ہوئے، جہاں پر کوہ جودی میں بڑے پیر حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آپ کے ساتھ پانچ ماہ سات دن ایک ہی حجرے میں رہ کر خوب خوب روحانی و عرفانی علوم و فنون سے بہرہ ور ہوئے۔ وہاں سے فارغ ہو کر حضرت غوث پاک ہی کے ہمراہ جیلان اور بغداد کی سیر و سیاحت کی اور وہاں کے بڑے بڑے بزرگوں اور صالحین سے ملاقات اور فیض حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ کے نیک اور پاک باز بندوں سے ملاقات کے دوران بہت سارے عجیب و غریب اور سبق آموز واقعات رونما ہوئے۔ جن میں سے چند ایک ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں، جنہیں خود حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ہی بیان فرمائے ہیں۔

☆ — ایک بار میں اور حضرت شیخ اوحاد الدین کرمانی کی سیر کر رہے تھے، وہاں ہم نے ایک بوڑھے درویش کو دیکھا جو بہت زیادہ بزرگ اور اللہ عزوجل کی یاد میں ڈوبا ہوا تھا۔ میں نے اسے سلام کیا، معلوم ہوا کہ گویا اس کے جسم میں گوشت اور ہڈیوں کا نام و نشان نہیں ہے بلکہ صرف روح ہی روح ہے۔ وہ بزرگ بہت ہی کم گوشتھے، میرے دل میں خیال آیا کہ اس بزرگ سے اس کے حالات پوچھوں کہ آپ اس قدر کم زور اور لاغر کیوں ہو گئے ہیں؟ اس روشن ضمیر درویش نے میرا ارادہ بھانپ لیا اور میرے پوچھنے سے پہلے ہی اس نے فرمایا: ”اے درویش ایک دن میں اپنے دوست کے ساتھ ایک قبرستان سے گذر ایک قبر کے پاس ہم تھوڑی دیر کے اتفاق سے مجھے کسی بات پر ہنسی آگئی اور میں تہقہہ مار مار کر ہنسنے لگا۔ قبر سے آواز آئی، اے غافل انسان! جسے قبر جیسے مقام میں جانا ہے، اور ملک الموت جس کے حریف ہیں اور زمین کے نیچے جس کے غم خوار سانپ اور بچھو ہیں اسے ہنسی سے کیا تعلق؟ یہ درد بھرتی اور عبرت آموز آواز سن کر میں نے میرے دوست کا ہاتھ چھوڑا اور اس سے رخصت ہو کر نماز میں مصروف ہو گیا۔ اس غیبی آواز نے میرے دل میں قبر کی جو مصیبت گھر کر دی ہے اس کے سبب میرا بدن

نکھلنے لگا، اس واقعہ کو ہوئے چالیس سال کی مدت گزر گئی ہے میں نے شرمندگی اور ندامت کی وجہ سے نہ تو آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی ہے اور نہ ہی اس عرصہ میں مسکرایا ہوں۔ ڈرتا ہوں کہ قیامت کے دن خداے قدیر و جبار کو کیا منہ دکھاؤں گا؟“۔

☆ — فرماتے ہیں: میں سیوستان میں مرہد گرامی حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سفر کر رہا تھا، ایک عبادت خانے میں ایک درویش شیخ صدر الدین محمد احمد سیوستانی کی زیارت ہوئی جو بڑے بزرگ تھے، ہر لمحہ یاد الہی میں ڈوبے رہتے میں نے آپ سے فیض حاصل کرنے کے لیے چند دن ان کے پاس قیام کیا۔ جو بھی آپ کی خدمت میں آتا اسے آپ خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے بلکہ عالم غیب سے کچھ نہ کچھ ضرور دے کر رخصت فرماتے اور کہتے کہ اس فقیر کے لیے ایمان کی سلامتی کی دعا کرو اگر میں قبر میں ایمان سلامت لے گیا تو میں نے بہت بڑا کام کیا۔

میں نے دیکھا کہ جب جب ان کے سامنے قبر کے حالات اور واقعات کا تذکرہ چھڑ جاتا وہ بید کی طرح کا پٹنے لگتے اور ان کی آنکھوں سے خون جاری ہو جاتا ایسا محسوس ہوتا کہ پانی کا چشمہ ابل رہا ہے، وہ سات سات دن تک مسلسل روتے رہتے ان کا رونا دیکھ کر ہم حاضرین پر بھی ایک رقت آمیز کیفیت طاری ہو جاتی، جب رونے سے فارغ ہوتے تو بیٹھ کر ہم سے فرماتے کہ: ”اے عزیزو! جسے موت آئی ہے اور جس کا حریف ملک الموت ہے اور قیامت جیسا سخت دن اسے درپیش ہے اس کو کھانے پینے سونے ہنسنے اور مذاق سے کیا علاقہ اسے اللہ کی عبادت کے سوا دوسرے کاموں میں مصروف ہونا کیسے بھاتا ہے؟“

پھر فرمایا: ”اے عزیزو! اگر تم کو مردوں کا حال جو سانپوں اور بچھوؤں کے گھیرے میں ہیں اور قبر ان کا قید خانہ ہے ان کی کیفیت ذرہ برابر بھی معلوم ہو جائے تو تم نمک کی طرح پگھل کر نمک ہو جاؤ گے۔“

پھر فرمایا: ”ایک بار میں ایک بزرگ کے ساتھ بصرہ کے ایک قبرستان میں بیٹھا ہوا تھا پاس ہی ایک قبر میں ایک مردے پر عذاب ہو رہا تھا اس بزرگ نے کشف کے ذریعہ جب یہ حال معلوم کیا تو زور سے چیخ مار کر زمین پر گر پڑے میں نے ان کو اٹھانا چاہا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان کی روح جسم سے جدا

## حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی خلافت و جانشینی

جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو آپ کے پیرومرشد نے ولایت اور روحانیت کے تمام علوم و فنون سے آراستہ کر کے مرتبہ قطبیت پر فائز کر دیا تو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی حج کے بعد حضرت خواجہ کو قبولیت کی سند مل گئی۔ اس واقعہ کے بعد پیرومرشد نے فرمایا کہ اب کام مکمل ہو گیا، چنانچہ اس کے بعد بغداد میں ۵۸۲ھ/۱۱۸۶ء کو حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنا نائب اور جانشین بنادیا۔ اس ضمن میں خود حضرت مرہد کامل نے یوں اظہار خیال فرمایا ہے:

”معین الدین محبوب خدا ہے اور مجھے اس کی خلافت پر ناز ہے۔“

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو اپنی خلافت و اجازت سے نوازا اور اپنا جانشین اور نائب قرار دیا، اور رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ تمام تر تبرکات جو خاندان چشتیہ میں نسلاً بعد نسل چلے آ رہے تھے انھیں پیرومرشد نے اپنے مرید صادق حضرت خواجہ کو عنایت فرمادیا، اس تعلق سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے جو بیان کیا اسے حضرت قطب الدین بختیار کاکی نے حضرت خواجہ کے ملفوظات میں یوں قلم بند کیا ہے:

”حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے فرمایا، اے معین الدین! میں نے یہ سب کام تیری تکمیل کے لیے کیا ہے، تجھ کو اس پر عمل کرنا لازم ہے۔ سچا مرید وہی ہے جو اپنے ہوش گوش میں اپنے پیرومرشد کے ارشادات کو جگہ دے اپنے شجرے میں ان کو لکھے اور انجام کو پہنچائے تاکہ کل قیامت کے دن شرمندگی نہ ہو اس ارشاد کے بعد عصاے مبارک جو مرشد کے سامنے رکھا تھا دعا گو کو عطا فرمایا، بعد ازاں خرقة، چوبی نعلین (کھڑاؤں) اور مصلا بھی عنایت فرما کر سرفراز کیا، پھر ارشاد فرمایا یہ تبرکات ہمارے پیرو طریق قدس اللہ سرہ کی یادگار ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک پہنچے ہیں اور ہم نے تجھے دیے ہیں ان کو اس طرح اپنے پاس رکھنا جس طرح

ہوگئی ہے، یہاں تک کہ کچھ ہی دیر میں ان کا سارا جسم پانی بن کر بہہ گیا اسی روز سے مجھ پر قبری بڑی ہیبت طاری رہتی ہے۔ اس لیے تمہیں جاننا چاہیے کہ تم لوگ دنیا سے دل نہ لگاؤ کہ کہیں دنیا کی مشغولیت تمہیں یادِ الہی سے غافل کر دے۔ کیوں کہ جس قدر لوگ مخلوق میں مشغول ہوتے ہیں اسی قدر خالق سے دور ہو جاتے ہیں، پس آخرت کی تیاری کرو، کہ ہم سب کو ایک دن اس فانی دنیا سے رخصت ہونا ہے ممکن ہے ہم ایمان سلامت لے جائیں، اتنا کہہ کر اپنے پاس سے دو کھجوریں مجھے عنایت کیں اور خود اٹھ کر گریہ وزاری میں مصروف ہو گئے۔ (دلیل العارفین ص ۱۴/۱۶)

☆ — حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ جب میں بدخشاں پہنچا تو وہاں اللہ کے ایک بندے کو دیکھا جن کی عمر سو سال تھی۔ ان کا ایک پاؤں کٹا ہوا تھا، جب میں نے ان سے پاؤں کٹنے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا: ”ایک مرتبہ میں نے اپنے نفس کی خواہش پر ایک قدم صومعہ سے نکالا ہی تھا کہ غیب سے آواز آئی کہ اے مدعی! کیا یہی عہد و پیمان تھا جسے تو نے توڑ دیا، یہ سنتے ہیں میں نے اپنا وہ پاؤں کاٹ کر پھینک دیا، اس واقعہ کو چالیس سال گزر چکے ہیں اور میں فکر مند ہوں کہ میں نہیں جانتا کہ کل قیامت کے دن میں اپنا یہ منہ کس طرح دکھاؤں گا۔“ (انیس الارواح ص ۳)

☆ — اسی طرح جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرہد کامل حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حرمین شریفین کی زیارت کے لیے پہنچے تو کعبہ شریف میں مرہد کامل نے اپنے اس لاڈلے اور چہیتے مرید کے لیے میزاب رحمت کے نیچے خصوصی دعا کی اور ان کا ہاتھ پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا، غیب سے ندا آئی کہ: ”ہم نے معین الدین کو قبول کیا۔“ یہ جواب سن کر شیخ کامل بہت خوش ہوئے اور بارگاہ خداوندی میں سجدہ شکر بجالایا۔ حج سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ منورہ میں روضہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ یہاں پہنچ کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے سلام پیش کیا تو مزار پاک سے جواب ملا:

”وعلیک السلام اے سمندر اور جنگلوں کے قطب المشائخ!“

بارگاہ نبی ﷺ سے جب یہ آواز آئی تو مرہد کامل نے فرمایا کہ اب کام مکمل ہو گیا۔

ہم نے رکھا جس کو مرد پانا اسی کو ہماری یہ یادگار دینا۔ خلق سے لالچ نہ رکھنا، آبادی سے دور، مخلوق سے کنار کش رہنا اور کسی سے کچھ طلب نہ کرنا۔ یہ ارشاد فرمانے کے بعد پیر و مرشد نے مجھے اپنے سینے سے لگایا سر اور آنکھ کو بوسہ دیا اور فرمایا تجھ کو خدا وید تعالیٰ کے سپرد کیا۔“ (انیس الارواح ص ۳۲/۳۵)

## حضرت خواجہ کی سیر و سیاحت اور ہندوستان کی بشارت

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو پیر و مرشد نے اپنی خلافت و اجازت سے نواز کر رخصت کیا۔ آپ نے مرہد کامل سے فیض حاصل کر کے اللہ جل شانہ کی کائنات کا مشاہدہ اور اہل اللہ کی زیارت اور ملاقات کی غرض سے سیر و سیاحت کا آغاز کیا۔ سفر کے دوران آپ نے اپنے پیر و مرشد کی ہدایت پر مکمل طور پر عمل کیا۔ چوں کہ حضرت خواجہ نے اپنی یہ سیاحت علوم باطنی و ظاہری کی مزید تحصیل کی غرض سے اختیار کی اس لیے وہ وہیں جہاں علما و صلحا اور صوفیہ و مشائخ رہتے۔ سبجان میں آپ نے حضرت شیخ نجم الدین کبریا رحمۃ اللہ علیہ اور جیلان میں بڑے پیر حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور بغداد میں حضرت شیخ ضیاء الدین کی زیارت کی اور ان سے معرفت و ولایت کے علوم و فنون حاصل کیے۔

بغداد کے بعد حضرت خواجہ اصفہان پہنچے تو یہاں حضرت شیخ محمود اصفہانی سے ملاقات فرمائی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ان دنوں اصفہان میں موجود تھے۔ جب آپ نے حضرت خواجہ کے چہرہ زیبا کی زیارت کی تو بہت متاثر ہوئے دل کی دنیا بدل گئی اور آپ پر ثار ہو کر مریدوں میں شامل ہو گئے اور حضرت خواجہ کی اتنی خدمت کی کہ بعد میں وہی آپ کے جانشین ہوئے۔

اصفہان سے حضرت خواجہ ۵۸۳ھ/ ۱۱۸۷ء میں مکہ مکرمہ پہنچے اور زیارت و طواف خانہ کعبہ سے سرفراز ہوئے۔ ایک روز حرم شریف کے اندر ذکر الہی میں مصروف تھے کہ غیب سے آپ نے ایک آواز سنی کہ:

”اے معین الدین! ہم تجھ سے خوش ہیں تجھے بخش دیا جو کچھ چاہے مانگ، تاکہ

عطا کروں۔“ حضرت خواجہ صاحب نے جب یہ ندامتی تو بے حد خوش ہوئے اور بارگاہ

الہی میں سجدہ شکر بجالایا اور عاجزی سے عرض کیا کہ، خداوند! معین الدین کے مریدوں کو بخش دے۔ آواز آئی کہ اے معین الدین تو ہماری ملک ہے جو تیرے مرید اور تیرے سلسلہ میں مرید ہوں گے انھیں بخش دوں گا۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید کچھ دن مکہ میں قیام کیا اور حج کے بعد مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئے۔

مدینہ منورہ میں حضرت خواجہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مزار پاک کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ یہاں آپ اپنے روز و شب عبادت و ریاضت، ذکر الہی اور درود و سلام میں بسر کرتے، ایک دن بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو ہندوستان کی ولایت و قطبیت کی بشارت اس طرح حاصل ہوئی کہ:

”اے معین الدین تو میرے دین کا معین ہے میں نے تجھے ہندوستان کی ولایت عطا کی وہاں کفر کی ظلمت پھیلی ہوئی ہے تو اجیر جاتیرے وجود سے کفر کا اندھیرا دور ہوگا اور اسلام کا نور ہر سو پھیلے گا۔“ (سیر الاقطاب ص ۱۲۴)

جب حضرت خواجہ نے یہ ایمان افروز بشارت سنی تو آپ پر وجد و سرور طاری ہو گیا۔ آپ کی خوشی و مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے جب مقبولیت اور ہندوستان کی خوش خبری حاصل کر لی تو تھوڑا حیران ہوئے کہ، اجیر کہاں ہے؟ یہی سوچتے ہوئے آپ کو نیند آگئی، خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہوئے ہیں۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خواب کی حالت میں ایک ہی نظر میں مشرق سے مغرب تک سارے عالم کو دکھا دیا، دنیا کے تمام شہر اور قصبے آپ کی نظروں میں تھے یہاں تک کہ آپ نے اجیر، اجیر کا قلعہ اور پہاڑیاں بھی دیکھ لیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خواجہ کو ایک انار عطا کر کے ارشاد فرمایا کہ ہم تجھ کو خدا کے سپرد کرتے ہیں۔ (مولس الارواح ص ۳۰)

نیند سے بیدار ہونے کے بعد آپ نے چالیس اولیا کے ہمراہ ہندوستان (اجیر) کا قصد کیا۔

## حضرت خواجہ کاسفر ہندوستان

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ہندوستان کی بشارت پالینے کے بعد مدینہ منورہ سے بغداد تشریف لائے۔ جہاں علما و اولیا کے ساتھ علمی و روحانی مذاکرات کیے۔ یہاں سے ۵۸۶ھ/۱۱۹۰ء میں اجیر کے ارادے سے سفر اختیار فرمایا۔ اس دوران مختلف شہروں اور قصبوں سے آپ گزرے۔ چشت، خرقان، جہنہ، کرمان، استرآباد سے ہوتے ہوئے بخارا پہنچے۔ بخارا سے ترمیز، اصفہان، ہرات ہوتے ہوئے سبزہ دار، بلخ اور سمرقند ہوتے ہوئے لاہور میں وارد ہوئے۔

لاہور میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ (وفات ۴۶۵ھ) کے مزار پر پہنچ کر حضرت خواجہ نے اعتکاف کیا اور چالیس روز تک چلہ کیا، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار سے جب آپ روحانی و عرفانی فیضان سے مالا مال ہو کر رخصت ہونے لگے تو یہ شعر پڑھا جو آج بھی لاہور میں مزار داتا گنج بخش پر کندہ ہے۔

گنج بخش فیض عالم، مظہر نور خدا  
ناقصاں را چہر کامل، کمالاں را رہ نما

لاہور سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی عطاے رسول بن کر سامان پہنچے جو کہ پیالہ کے قریب واقع ہے۔ یہاں پر راجا پرتھوی راج چوہان (جسے راے و تھورا بھی کہا جاتا ہے) کے سپاہی پہلے ہی سے حضرت خواجہ کی شبیہ لے کر موجود تھے تاکہ آپ کو کسی نہ کسی بہانے سے گرفتار کریں۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے تذکروں پر مبنی کتابوں میں آتا ہے کہ پرتھوی راج چوہان کی ماں جوتی تھی جس نے حضرت خواجہ کی آمد سے بہت پہلے ہی اپنے بیٹے کو باخبر کر دیا تھا کہ ایک فقیر آئے گا جس کی وجہ سے تیری حکومت کو زوال آجائے گا۔ بعض تذکرہ نگاروں کا بیان ہے کہ رانی کے محل پر ایک مرغ آکر بیٹھا اور اس نے بانگ دی رانی جانوروں کی بولی سمجھتی تھی اس نے اس مرغ کو ہلاک کرنا چاہا مگر وہ ہاتھ نہ آیا اس وقت اس نے کہا تھا۔ اب اس سرزمین پر اسلام کا دور دورہ ہوگا اور تمہارا راج پاٹ ختم ہو جائے گا اور

حضرت خواجہ کا حلیہ لکھ کر اپنے بیٹے پرتھوی راج کو دے دیا۔ اس پیشین گوئی نے پرتھوی راج کو پریشان کر کے رکھ دیا۔ اس نے سرحدی علاقوں پر اپنے سپاہیوں کو روانہ کر دیا تاکہ وہ حضرت خواجہ کو گرفتار کر کے اس کے دربار میں لے آئیں۔

چنانچہ جیسے ہی حضرت خواجہ سامان میں وارد ہوئے تو راجا کے آدمیوں نے آپ کی صورت دیکھ کر پہچان لیا کہ یہ وہی فقیر ہیں جن کی شبیہ ہمارے پاس ہے۔ انھوں نے بہانہ سازی کر کے آپ کو گرفتار کرنا چاہا۔ ایک سپاہی نے آپ سے کہا کہ آپ ایک بزرگ اور اجنبی معلوم ہوتے ہیں، ہم نے آپ کے قیام کے لیے ایک مناسب جگہ کا انتظام کیا ہے۔ حضرت خواجہ نے مراقبہ کیا تو بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدایت ہوئی کہ اے معین الدین ان لوگوں کا اعتبار نہ کرنا۔ حضرت خواجہ نے ان لوگوں کی پیش کش ٹھکرا دی، اس طرح راجا کے سپاہی اپنے ارادوں میں ناکام رہ گئے۔

سامان سے حضرت خواجہ دہلی تشریف لائے اور یہاں راج محل کے بالکل سامنے قیام کیا۔ قریب ہی ایک بڑا بت خانہ تھا ایک مسلمان فقیر کا اس طرح رکنا عام لوگوں کو بہت ناگوار گذرا۔ لیکن حضرت خواجہ کے روحانی دبدبے اور شان و شوکت کی وجہ سے کسی دشمن دین کی یہ ہمت نہ ہوئی کہ وہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچا سکے۔ شہر کے سرکردہ لوگ اور مندر کے پجاریوں کا ایک وفد دہلی کے حاکم کھانڈے راوے کے پاس آیا اور کہا کہ ان مسلمان درویشوں سے دیوتا ناراض ہو رہے ہیں اگر ان کو شہر سے نہ نکالا جائے تو دیوتاؤں کا قہر حکومت کو تباہ کر دے گا۔ جاہل کھانڈے راوے نے ان بے وقوفوں کی بات مان لی چند سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ حضرت خواجہ کو دہلی سے نکال دیں جب راوے کے سپاہی حضرت خواجہ کے پاس آئے اور بات چیت کی تو وہ آپ کے حسن اخلاق اور پند و نصائح سے اتنا متاثر ہوئے کہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے ان لوگوں کو دیکھ کر بہت سے راجپوت بھی مسلمان ہو گئے۔ دہلی میں حضرت خواجہ کی بزرگی اور کرامت کا چار سو شہرہ ہونے لگا لوگ آپ کو دیکھنے کے لیے کثیر تعداد میں آنے لگے۔ ان میں سے ایک بڑی تعداد اسلام کے دامن میں آگئی اس طرح دہلی میں اسلام کا نور پھیلنے لگا لہذا حضرت خواجہ نے دہلی کے نو مسلم افراد کی اصلاح و تربیت اور تعلیم و تزکیہ کے لیے اپنے جانشین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ کو چھوڑ کر اپنی اصل منزل یعنی اجیر کی طرف رخ کیا۔

## حضرت خواجہ کی آمد کے وقت ہندوستان کی حالت

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ہندوستان کے شہر اجمیر کی ولایت کی بشارت ملی تھی اور یہ فرمایا گیا تھا کہ اجمیر جو کہ کفر و شرک کا مرکز بن گیا ہے اسے اسلام و ایمان کا گہوارہ بنانا ہے۔

چنانچہ اجمیر اس زمانے کے ہندوستان کی راجدھانی کی حیثیت رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ ملک ہند کا مرکزی شہر دہلی بھی اس کے ماتحت تھا۔ یہاں کا راجا پرتھوی راج چوہان اجمیر ہی کو اپنا مسکن بنائے ہوئے تھا۔ سلطان محمود غزنوی کے پے در پے حملوں اور اسلامی افواج کی طاقت و قوت کے رعب و دبدبے کی وجہ سے راجپوت حکومتیں ختم ہونے لگی تھیں۔ لیکن محمود غزنوی کے جانشینوں نے آپسی اختلافات کی وجہ سے اپنے آپ کو پنجاب سے آگے نہ بڑھا سکے۔ جس کی وجہ سے ہندوستان کے مختلف راجاؤں نے اپنی اپنی حکومتوں کو از سر نو مستحکم کر لیا اور اپنی کھوئی ہوئی طاقت کو دوبارہ حاصل کر لیا۔ یہ راجا ہندوستان میں قیام پذیر مسلمانوں پر بے پناہ ظلم و ستم ڈھاتے اور طرح طرح کی اذیتوں سے دوچار کرتے۔ کفر و شرک کا ہر طرف بول بالا ہونے لگا۔ یہاں کے اہل ہندو تشدد پر آمادہ ہونے لگے پورے ملک ہند میں کفر و شرک اور بت پرستی کا یہ عالم تھا کہ لوگ چاند، سورج، ستاروں، دریاؤں، تالابوں، پتھروں، درختوں، جانوروں، اور مظاہر قدرت کے علاوہ اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ دولت مند افراد عام غریبوں کو اپنے آگے سجدہ کرنے پر مجبور کرتے۔ کچھ سرکش اور مغرور قسم کے افراد خود خدائی کے دعوے دار بن بیٹھے تھے۔

ایسے خراب اور پُر فتن ماحول میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندوستان میں اسلام کا نور پھیلانے کے لیے غیبی اشارے پر روانہ فرمایا۔ قدیم ہندوستان کے مرکز اجمیر کو حضرت خواجہ نے اپنا مسکن بنا کر بجائے تیر و تلوار کے اپنے خُسنِ اخلاق اور موثر پند و نصائح سے لوگوں کا دل جیتا اور اسلام کی وہ تبلیغ فرمائی کہ بڑے بڑے بادشاہوں اور سلاطین عالم کی تاریخ میں ایسے کارنامے نہیں ملتے۔ کتبِ تواریخ میں آتا ہے کہ حضرت خواجہ نے تقریباً نوے لاکھ لوگوں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا۔

## اجمیر کی وجہ تسمیہ اور اجمیر کا قلعہ

اجمیر ہندوستان کے صوبہ راجپوتانہ میں شمال مغربی علاقے میں ایک نہایت پرانا اور ہندوستان کا مرکزی شہر ہے جو اونچے اونچے پہاڑوں کے دامن میں آباد ہے۔ یہاں کا قلعہ بھی بہت مضبوط اور ناقابلِ تسخیر ہے۔ اجمیر شہر کی وجہ تسمیہ اور اس کے قلعے کی بنیاد کے بارے میں شیخ محقق حضرت عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اخبارالالاخیار میں یوں روشنی ڈالی ہے:

”اجمیر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ہندوستان کے راجاؤں میں ایک راجا ’آجا‘ نام کا تھا، جس کی عمل داری غزنی تک تھی ’آجا‘ سورج کو بھی کہتے ہیں۔ ہندی زبان میں ’میر‘ پہاڑ کو کہتے ہیں۔ ہندوؤں کی تاریخوں میں لکھا ہے کہ ہندوستان میں پہلی تفصیل جو پہاڑ کی چوٹی پر بنائی گئی یہی دیواریں ہیں جو کہ اجمیر کے اوپر ہیں۔ اور ملک ہند میں جو پہلا تالاب زمین پر کھودا گیا وہ کاشکر ہے جو اجمیر سے چار کوس کے فاصلہ پر ہے ہندو جس کی پوجا کرتے ہیں اور ہر سال چھ روز تو میلِ عقرب کے وقت جمع ہو کر نہاتے ہیں۔ اپنی عمر اور اولاد کو باطل مذہب پر ضائع کرتے ہیں ان میں سے جو لوگ قیامت کے قائل ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ قیامت اسی تالاب سے شروع ہوگی۔ ’آجا‘ نامی راجا اسی ملک کے سب راجاؤں سے پہلے ہوا ہے اور پتھور اسب سے آخری تھا۔“ (اخبارالالاخیار ص ۲۱)

حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے جب اجمیر میں قدم رکھا تو یہاں راجا پرتھوی راج چوہان کی حکومت تھی۔ جسے رائے پتھور راجا بھی کہا جاتا تھا۔ یہ راجا چوہان خاندان کا آخری راجا تھا لیکن دوسرے راجاؤں کی بہ نسبت زیادہ طاقت و قوت رکھتا تھا۔ دہلی بھی اس کے ماتحت تھا، اجمیر کو اس نے اپنی راجدھانی بنائے ہوئے تھا۔ چوں کہ اسے ہندو مذہب سے بہت لگاؤ تھا، اس لیے اس کے دورِ اقتدار میں اجمیر ہندوؤں کا ایک عظیم اور مستحکم مرکزی شہر بن گیا تھا۔ جہاں پورے ملک کے بڑے بڑے پنڈت اور پجاری آکر بس گئے تھے۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے سلطان شہاب الدین غوری کی آمد سے پہلے ہی اس شہر کو اسلامی و روحانی طور پر مضبوط کر کے ہندوستان کا مرکز بنانے کے لیے منتخب فرمایا تھا۔

## حضرت خواجہ کی اجمیر میں آمد

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کس سن میں اجمیر تشریف لائے اس سلسلے میں آپ کے تذکرہ نگاروں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ ویسے زیادہ تر اس بات پر متفق ہیں کہ آپ ۵۸۷ھ/۱۱۹۱ء کو اجمیر شہر پہنچے۔ جہاں پہلے ہی دن سے آپ نے اپنی مؤثر تبلیغ، حسن اخلاق، اعلا سیرت و کردار اور باطل دشمنی کرامتوں سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ اہل اجمیر نے جب اس بوریہ نشین فقیر کی روحانی عظمتوں کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تو جوق در جوق مسلمان ہونے لگے۔ اس طرح رفتہ رفتہ اجمیر جو کبھی کفر و شرک اور بت پرستی کا مرکز تھا، اسلام و ایمان کا گہوارہ بن گیا۔

### اور راجا کے اونٹ بیٹھے تو بیٹھے ہی رہ گئے

جب حضرت خواجہ اور آپ کے مریدین اجمیر پہنچے تو آپ نے شہر کے باہر ایک سایا دار جگہ پر رکن چاہا تو راجا کے سپاہیوں نے آپ کو منع کرتے ہوئے کہا کہ آپ یہاں نہیں ٹھہر سکتے کیوں کہ یہاں راجا کے اونٹ بیٹھے ہیں۔ حضرت خواجہ نے اتنا سن کر کہا کہ ”اچھی بات ہے میں یہاں سے جاتا ہوں تمہارے راجا کے اونٹ بیٹھے ہیں تو بیٹھے ہی رہیں۔“ اور وہاں سے حضرت خواجہ انا سا گر کے پاس تشریف لائے جہاں اس وقت بہت زیادہ تعداد میں بت خانے تھے۔ آپ نے ایک بلند مقام پر قیام فرمایا، جو کہ اس وقت آپ کی چلہ گاہ کے نام سے منسوب ہے۔

جب شام ہوئی تو روزانہ کی طرح راجا کے اونٹ آئے اور اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور ایسا بیٹھے کہ بیٹھے ہی رہ گئے۔ صبح جب سپاہیوں نے اونٹوں کو اٹھانا چاہا تو وہ نہ اٹھ سکے یوں لگتا تھا جیسے کہ ان کے سینے زمین سے چپک گئے ہوں۔ سپاہی بہت حیران ہوئے سب نے مل کر مشورہ کیا کہ کل ہم نے جس فقیر کو یہاں بیٹھے نہ دیا تھا شاید اسی کی بددعا لگ گئی ہے۔ وہ سب کے سب حضرت خواجہ کے پاس آئے اور معافی طلب کی۔ آپ نے فرمایا: ”جاؤ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے تمہارے اونٹوں کے اٹھنے کا حکم ہو چکا ہے۔ جب وہ لوگ اس جگہ پہنچے جہاں اونٹ بیٹھے تھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ تمام اونٹ کھڑے ہو چکے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر وہ بہت حیران ہوئے۔ (مونس الارواح ص ۳۱)

## رام دیو کا قبول اسلام

جب اجمیر شہر میں حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتوں اور بزرگی کا چرچا ہر طرف ہونے لگا تو لوگ مسلمان ہوتے گئے۔ آپ کی خاموش اور پُر اثر تبلیغ کا اثر ایسا ہوا کہ یہاں کے متعصب ہندو پریشان ہو کر آپ کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کرنے لگے۔ لیکن ان کا ہر وارنا کام ہی رہا۔ انا سا گر جس کے گرد ہزاروں بت نصب تھے اور جن پر روزانہ صبح سے شام تک سیکڑوں من تیل اور پھول لوگ آ کر چڑھاتے تھے۔ کثیر تعداد میں لوگوں کا جھوم رہا کرتا تھا۔ جب برہمنوں اور پجاریوں نے دیکھا کہ حضرت خواجہ اسی مقام پر قیام پذیر ہیں تو وہ آگ بگولہ ہو گئے۔ ایک روز پنڈتوں کا سردار رام دیو کوئی پنڈتوں اور پجاریوں کے ساتھ آپ کے پاس آیا تا کہ آپ کو یہاں سے کسی دوسری جگہ مسکن بنانے کے لیے کہیں۔ لیکن جوں ہی ان کی نظر حضرت خواجہ کے پُر جلال اور بارونق چہرے پر پڑی سب کے سب کاٹنے لگے۔ حضرت خواجہ کی ایک نظر نے بڑے پنڈت رام دیو کے دل کی کیفیت بدل دی، وہ قریب آیا اور حضرت خواجہ کے ہاتھ پر خلوص دل کے ساتھ اسلام کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

پجاریوں کا سردار رام دیو جو کہ ایک بڑی جماعت کے ساتھ حضرت خواجہ کو پریشان کرنے کے لیے آیا تھا وہ فضل الہی اور حضرت خواجہ کی روحانی کرامت سے نہ صرف یہ کہ مسلمان ہو گیا بل کہ حضرت خواجہ کا ایسا جاں نثار غلام اور ساتھی بن گیا کہ شریں بندوں کے پتھر مار مار کر بھگا دیا۔ حضرت خواجہ نے جب رام دیو کی یہ وفاداری دیکھی تو اسے ایک پیالہ پانی عطا فرمایا اور پینے کا حکم دیا۔ پانی پیتے ہیں اس کا دل بالکل صاف و شفاف آئینے کی طرح ہو گیا۔ اس کے قلب و روح میں ایک نئی توانائی عود کر آئی وہ حضرت خواجہ کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر مرید بن گیا۔ آپ نے اس کا نام ”شادی دیو رکھا۔“

### جادو گروں کی شکستِ فاش

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی پُر اثر تبلیغ اور کرامتوں سے اجمیر شہر کے باطل مذہب کے پیروکار ہتوں کی پوجا چھوڑ کر مسلمان ہونے لگے تو اجمیر کے سرکردہ غیر مسلم ہی نہیں بل کہ خود راجا پرتھوی راج چوہان کو اپنا اقتدار خطرے میں نظر آنے لگا۔ چنانچہ اس نے حق و صداقت کی پاکیزہ



فضا کو مکدر کرنے اور اور اسلام و ایمان کی آواز کو دبانے کے لیے ہر قسم کے ہتھکنڈوں کا استعمال کرنا شروع کیا۔

پرتھوی راج چوہان کے درباریوں کا کہنا تھا کہ یہ بور یہ نشین فقیر شاید کوئی بہت بڑا جادوگر ہے اس لیے اس کے مقابلے کے لیے سلطنت کے تمام جادوگروں کو اکٹھا کرنا بے حد ضروری ہے کہ انھیں کی مدد سے یہ فقیر اس شہر سے بھاگ سکتا ہے۔ راجا نے حکم دیا کہ پوری سلطنت کے سب سے بڑے جادوگر جوگی بے پال کو اس کے تمام چیلوں اور شاگردوں کے ساتھ اجیر طلب کیا جائے۔ چنانچہ جوگی بے پال اپنے ڈیڑھ ہزار شاگردوں کے ساتھ جو کہ جادوگری اور شعبہ بازی میں بہت زیادہ کمال رکھتے تھے اجیر میں وارد ہوا۔ اس کی آمد سے راجا پرتھوی راج چوہان اور اس کے درباریوں اور سپاہیوں کے حوصلے بلند ہو گئے۔ بے پال اپنے ڈیڑھ ہزار شاگردوں اور سلطنت کے ذمہ داروں کے ہمراہ حضرت خواجہ کی قیام گاہ کی طرف بڑے جوش و خروش کے ساتھ بڑھا۔ جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو جوگی بے پال اور اس کے چیلوں کے آنے کی خبر ہوئی تو آپ نے وضو کر کے اپنی مجلس کے گرد اپنے عصا سے ایک حصار بنادیا اور فرمایا کہ ان شاء اللہ کوئی بھی دشمن اس دائرہ کے اندر داخل نہیں ہو سکے گا۔

بے پال اپنے باطل علم پر گھمنڈ کرتے اور اتراتے ہوئے جب قریب پہنچا۔ اس کے شاگردوں میں سے جو بھی دائرہ حصار میں آیا وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ حضرت خواجہ کی یہ کرامت دیکھ کر وہ سب کے سب وہاں سے بھاگ کر دربار میں واپس چلے گئے۔

## اناسا گر کا پانی پیالے میں سما گیا

جب حضرت خواجہ کی روحانی قوتوں کے آگے جادوگروں کی ایک نہ چلی تو ان لوگوں نے دوسرا طریقہ یہ اختیار کیا کہ اناسا گر جس سے اجیر کے لوگ پانی پیتے تھے اس کا پانی حضرت خواجہ اور آپ کے ساتھیوں کے لیے بند کر دیا اور اس کے لیے اناسا گر پر سخت پہرہ بٹھا دیا تاکہ حضرت خواجہ کا کوئی بھی ساتھی ایک قطرہ پانی نہ لے سکے۔ جب حضرت خواجہ کو راجا پرتھوی راج چوہان کی اس انتہائی

غیر اخلاقی حرکت کا علم ہوا تو آپ نے بزرگانہ جلال میں آکر شادی دیو سے کہا کہ جس طرح بھی ممکن ہوا اناسا گر سے ایک پیالہ پانی لاؤ، شادی نے پیالہ لیا اور ہمت و جواں مردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سخت پہرے کے درمیان تالاب پر پہنچ کر جوں ہی پیالہ پانی میں ڈالا اناسا گر تالاب کا سارا پانی سمٹ کر پیالے میں آ گیا۔ لوگوں نے یہ حیرت ناک منظر دیکھا کہ ابھی تو یہاں پانی موجیں مار رہا تھا اب تو یہ بالکل سوکھ گیا ہے اور یہاں خاک اڑ رہی ہے۔ شادی دیو پانی سے بھرا ہوا پیالہ لے کر حضرت خواجہ کی خدمت میں پہنچا آپ کے ساتھیوں نے اپنی تمام ضروریات پوری کر لی لیکن پیالے کا پانی ذرا بھی کم نہ ہوا۔ چونکہ اجیر کے تمام تر باشندے اسی اناسا گر سے پانی لیا کرتے تھے اس لیے جب اناسا گر سوکھ گیا تو لوگ بے حد پریشان ہو گئے بے پال نے جب یہ دیکھا تو دائرہ حصار کے قریب آیا اور کہا کہ اے فقیر لوگ پیاس کی شدت سے مرنے پر آچکے ہیں، تم خود کو فقیر کہتے ہو فقیر کو رحم دل ہونا چاہیے نہ کہ ظالم دریا دلی کا تقاضا یہی ہے کہ لوگوں کو پانی دے دو۔ حضرت خواجہ نے بے پال کی عرض سن کر شادی دیو کو حکم دیا کہ جاؤ اور اناسا گر کے جس مقام سے پانی لائے ہو وہیں پانی ڈال دو۔ شادی نے جیسے ہی پیالہ اٹھایا دو بارہ اناسا گر میں لہریں اٹھنے لگیں۔

## جوگی بے پال کی جادوگری

جوگی بے پال اور اس کے ساتھیوں نے کچھ دن آرام سے بیٹھنے کے بعد دوبارہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف ان کی دانست میں پہلے سے بھی سخت جادوگری کے کرشمے دکھانا شروع کیا۔ پہاڑوں کی طرف سے جادو کے زور سے ہزاروں کالے سانپ نکال کر حضرت خواجہ کی طرف بڑھایا لیکن جب سانپوں کا یہ لشکر آپ کے قریب پہنچا تو حصار کی لکیر پر سر رکھ کر ایک ایک سانپ بدم ہو گئے۔ جب یہ جادو بری طرح ناکام ہو گیا تو جوگی بے پال نے خود پنچہ آزمائی کا آغاز کیا اور اپنے فن جادوگری کے زور سے آگ کی بارش برسانے لگا ہر طرف انگاروں کے ڈھیر لگ گئے، ہزاروں درخت جل کر راکھ ہو گئے مگر دائرہ حصار اور اس کی فضا کا آگ کچھ بھی نہ بگاڑ سکی۔

جب جادو کی آگ سے بھی حضرت خواجہ اور ان کے ماننے والوں کا کچھ بھی نقصان نہیں ہوا تو جے پال نے حضرت خواجہ سے کہا کہ: ”اب میرا اور تمہارا مقابلہ باقی ہے بہتر ہے کہ تم فوراً جمیر چھوڑ دو ورنہ میں آسمان پر جا کر تمہارے سروں پر اس قدر بلائیں برسواؤں گا کہ تمہارا سنبھلنا مشکل ہو جائے گا۔“ حضرت خواجہ نے فرمایا: ”تو زمین پر رہ کر ہمارا مقابلہ نہیں کر سکا اور زمین پر تیرا اور ناکام ہی رہا تو آسمان پر اڑ کر بھی تو کیا کر سکے گا؟“

جوگی جے پال نے ہرن کی کھال ہوا میں پھینکی اور اچھل کر اس پر سوار ہو گیا سیکھتے ہی دیکھتے وہ فضا میں اڑنے لگا اور نظروں سے اوجھل ہو گیا، لوگ حیران تھے کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے؟ حضرت خواجہ نے جے پال کی یہ جادوگری اور لوگوں کا حیرت و استعجاب دیکھا تو اپنی کھڑاوں کو حکم دیا کہ جاؤ اور مغرور جے پال کو سزا دیتے ہوئے نیچے لے آؤ۔ یہ فرمان سنتے ہی کھڑاوں ہوا میں اڑتے ہوئے لگا ہوں سے غائب ہو گئی چند لمحوں بعد لوگوں نے یہ حیرت انگیز منظر دیکھا کہ حضرت کی نعلین جے پال کے سر پر بُری طرح مارتے ہوئے اسے حضرت خواجہ کے قدموں کے پاس لے آئی۔

## جوگی جے پال کا قبولِ اسلام

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی کھڑاوں کی مار سے جوگی جے پال کا غرور و گھمنڈ اور تکبر و خود سری سب ایک ہی لمحے کے اندر خاک میں مل گیا۔ روحانی صداقت و طاقت کے سامنے جادوگری کے تمام حربے بُری طرح ناکام ہو گئے۔ جوگی جے پال کو معلوم ہو گیا کہ یہ بوریہ نشین فقیر کوئی جادوگر نہیں، بل کہ روحانیت و عرفانیت کی لازوال قوت و طاقت کا مالک اللہ کا نیک بندہ ہے کہ اس کے حکم سے اس کے پیروں کی کھڑاوں جب ہوا میں اڑ کر مجھ جیسے بڑے جادوگر کو سزا دیتے ہوئے نیچے لاسکتی ہے۔ جوگی جے پال کے دماغ میں سوار جو دودگری کا تمام نقشہ ہرن ہو گیا اس کے دل سے بھی کفر و شرک کے پردے اٹھنے لگے، اس نے اپنا سر حضرت خواجہ کے قدموں میں رکھ دیا اور خلوص کے ساتھ اسلام قبول کر کے حضرت خواجہ کی غلامی میں داخل ہو گیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اس نے عرض کی کہ حضور دعا فرمائیے کہ میں اُمروں جو اؤں یعنی تا قیامت زندہ رہوں، حضرت نے دعا فرمائی،

الہی! اس بندے کی دعا قبول فرما، جب حضرت پر دعا کی قبولیت کے آثار نمایاں ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا تو نے ہمیشہ کی زندگی پالی مگر لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، یہ روایت بے حد مشہور و معروف ہے کہ جوگی جے پال اب تک جمیر کے پہاڑوں میں رہتا ہے جو مسافر راستہ بھٹک جاتا ہے اس کی رہبری کرتا ہے ہر شپ جمعہ کو روضہ خواجہ کی زیارت کا شرف حاصل کرتا ہے۔ حضرت خواجہ نے اس کا نام ”عبداللہ“ رکھا تھا۔ (خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۲۶۲)

جب پرتھوی راج نے جوگی جے پال اور اس کے چیلوں کی ہلکست فاش دیکھی تو بہت گھبرا گیا۔ اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ محل میں واپس آیا۔ جب راجہ پرتھو راج کی ماں کو حضرت خواجہ کی جمیر میں آمد، اونٹوں کے بیٹھے رہ جانے، انا سا گر کے سوکھ جانے، جوگی جے پال کے جادو کی ناکامی اور اس کے اسلام لے آنے جیسے واقعات کا علم ہوا تو اس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ یہ وہی شخص ہے جس کی خبر میں نے علم نجوم سے تجھے بارہ سال پہلے ہی دی تھی۔ اب تم اس سے کوئی مقابلہ نہ کرنا کہ اس سے جنگ و جدال نقصان سے خالی نہ ہوگی، بل کہ اس کی تعظیم و توقیر کرنا۔ (مونس الارواح ص ۳۲)

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے حسنِ اخلاق، مؤثر کرامات اور باطنی تصرفات نے جمیر شہر کے لوگوں کو آپ کا گرویدہ بنادیا۔ عوام و خواص کی ایک بڑی تعداد بت پرستی اور کفر و شرک سے توبہ کر کے مشرف بہ اسلام ہو گئی۔ حضرت خواجہ کے مریدوں اور عقیدت مندوں کی تعداد روز بروز بڑھنے لگی تو انا سا گر کے پاس کی جگہ ناکافی ہو گئی۔ چنانچہ آپ نے جمیر شہر میں قیام کرنے کا ارادہ کیا۔ اور اپنے تمام ساتھیوں کے ہمراہ جمیر میں اس مقام پر مستقل سکونت اختیار فرمائی جہاں اس وقت درگاہ شریف ہے۔

## پرتھوی راج کو دعوتِ اسلام

جمیر شہر میں قیام پذیر ہونے کے بعد حضرت خواجہ نے راجا پرتھوی راج چوہان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور اسے ایک خط لکھا کہ:

”اے راجا تیرا اعتقاد جن لوگوں پر تھا وہ بہ حکم خدا مسلمان ہو گئے ہیں۔ اگر بھلائی

چاہتا ہے تو تو بھی مسلمان ہو جاؤ رند ذلیل و خوار ہوگا۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی مسلسل روحانی فتوحات نے راجا پرتھوی راج چوہان کو بالکل خاموش ہی کر کے رکھ دیا۔ لیکن وہ اندر اندر ہی گھل رہا تھا اسے اسلام کی بڑھتی ہوئی افرادی قوت و طاقت نے سخت متفکر کر دیا تھا۔ اور وہ حضرت خواجہ اور آپ کے ماننے والوں کو اجیر سے باہر نکالنے کے لیے خفیہ سازش کے جال بچھانے لگا۔

ایک مرتبہ اس نے حضرت خواجہ کے ایک مرید کو بے حد ستایا۔ مرید نے راجا کے بے انتہا ظلم و ستم کی کہانی حضرت خواجہ کی بارگاہ میں سنائی۔ حضرت کو بہت جلال آیا اس نے ایک شخص کو راجا کے پاس بھیجا اور مسلمانوں پر ظلم و تشدد کرنے سے باز رہنے کا حکم صادر فرمایا۔ حضرت خواجہ کی یہ ہدایت اسے بہت ناگوار گذری اس نے غصے سے کہا کہ: ”کیا ہی اچھا ہو جو یہ فقیر یہاں سے چلا جائے۔“

راجا کی یہ بات سن کر وہ شخص بارگاہ خواجہ میں حاضر ہوا اور اس کی گستاخانہ بکواس گوش گزار کی۔ حضرت نے جب اس کی بکواس سماعت کی تو غیض و غضب کے عالم میں وہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا جس نے ہندوستان کا نقشہ ہی بدل کر رکھ دیا، حضرت نے کہا کہ: ”پتھورارازندہ گرقیم و دادیم۔“ یعنی ہم نے راے پتھوراکو زندہ گرفتار کیا اور دے دیا۔ (فوائد السالکین ص ۲۴)

حضرت خواجہ کی یہ پیشین گوئی ہندوستان میں سیاسی و تاریخی لحاظ سے بے حد اہمیت کی حامل ہے۔ جس کا اندازہ ہندوستان میں مسلمان بادشاہوں کی پیش قدمی اور جنگی سرگرمیوں سے لگایا جاسکتا ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی باطل شکن کرامتوں، خاموش تبلیغ اور اخلاقی حسنہ کی تلوار سے لوگوں کے دل فتح ہونے لگے اور یہاں کی زمین اسلام و ایمان کی فصل بہاری سے لہلہانے لگی۔ اسی دوران شہاب الدین غوری جو کہ شکست خوردہ مسلم حکم راں تھا اس نے خواب میں ایک نورانی صورت بزرگ کو دیکھا جو ارشاد فرما رہے ہیں کہ ملک ہندوستان کی طرف توجہ کرو اب تمہاری شکست کا داغ دھل جائے اور تمہیں فتح نصیب ہوگی۔ چنانچہ اس نے اپنی فوج کے ساتھ ہندوستان کا رخ کیا۔ اور ترائن کے مقام پر ۵۸۸ھ/۱۱۹۲ء میں فیصلہ کن جنگ ہوئی جس میں شہاب الدین غوری نے تین لاکھ

راہجوتوں کو شکست فاش دے دی۔

حضرت خواجہ کی کوششوں سے لوگوں کے دلوں پر اسلام کا نقش مرتب ہوا اور شہاب الدین غوری کے حملوں سے یہاں کی زمین پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ ترائن کی جنگ میں فتح پانے کے بعد شہاب الدین اجیر کے پہاڑی علاقوں میں داخل ہوا تو شام ہو چکی تھی کہ یکا یک اس نے مغرب کی اذان کی آواز سنی اس طرح اجنبی علاقے میں اذان کی آواز سن کر اسے سخت حیرانی ہوئی اس نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ آواز کہاں سے آرہی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ایک فقیر کچھ دنوں سے یہاں مقیم ہیں یہ آواز وہیں سے آرہی ہے۔ شہاب الدین تلاش کرتا ہوا جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ اللہ کے بندوں کی ایک جماعت صف باندھے نماز پڑھنے میں مصروف ہے وہ بھی شامل نماز ہو گیا۔ حضرت خواجہ امامت فرما رہے تھے۔ جب نماز ختم ہوئی اور اس کی نظر حضرت خواجہ کے چہرے پر پڑی تو اس کی حیرت اور مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی کیوں کہ یہ وہی بزرگ تھے جنہوں نے اسے خواب میں فتح و کام رانی کی بشارت دی تھی وہ بے تابانہ آگے بڑھا اور قدموں پر سر رکھ کر دیر تک روتا رہا۔ اور حضرت کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر مرید ہو گیا۔

## حضرت خواجہ کا وصال پر ملال

عطاے رسول حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجیری رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغ اسلام اور دعوت حق کے لیے ہندوستان کی سرزمین پر تقریباً ۳۵ سال گزارے۔ آپ کی کوششوں سے ہندوستان میں جہاں کفر و شرک اور بت پرستی میں مصروف لوگ مسلمان ہوتے گئے وہیں ایک مستحکم اور مضبوط اسلامی حکومت کی بنیاد بھی پڑ گئی۔ تاریخ کی کتابوں میں آتا ہے کہ حضرت خواجہ کی روحانی کوششوں سے تقریباً نوے لاکھ لوگوں نے کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کیا۔ جو کہ ایک طرح کا ناقابل فراموش کارنامہ ہے۔

اخیر عمر میں حضرت خواجہ کو محبوب حقیقی جل شانہ سے ملاقات کا شوق و ذوق بے حد زیادہ ہو گیا اور آپ یاد الہی اور ذکر و فکر الہی میں اپنے زیادہ تر اوقات بسر کرنے لگے۔ آخری ایام میں ایک مجلس

میں جب کہ اہل اللہ کا مجمع تھا آپ نے ارشاد فرمایا:

”اللہ والے سورج کی طرح ہیں ان کا نور تمام کائنات پر نظر رکھتا ہے اور انھیں کی ضیا پاشیوں سے ہستی کا ذرہ ذرہ جگمگا رہا ہے۔“ حضرت خواجہ یہ فرما کر رونے لگے اور کہا ”اس سرزمین میں مجھے جو پہنچایا گیا ہے تو اس کا سبب یہی ہے کہ یہیں میری قبر بننے کی چند روز اور باقی ہیں پھر سفر در پیش ہے۔“ (دلیل العارفین ص ۵۸)

عطاے رسول سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ نے جس روز اس دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف سفر اختیار فرمایا وہ ۶ رجب المرجب ۶۳۳ھ بہ مطابق ۱۶ مارچ ۱۲۳۶ء بروز پیر کی رات تھی۔ عشا کی نماز کے بعد آپ اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے اور خادموں کو ہدایت فرمائی کہ کوئی یہاں نہ آئے۔ جو خادم دروازہ پر موجود تھے ساری رات وجد کے عالم میں پیر پکھنے کی آواز سنتے رہے۔ رات کے آخری پہر میں یہ آواز آنا بند ہوگئی۔ صبح صادق کے وقت جب نماز فجر کے لیے دستک دی گئی تو دروازہ نہ کھلا چٹاں چہ جب خادموں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اپنے مالکِ حقیقی کے وصال کی لذت سے ہم کنار ہو چکے ہیں۔ اور آپ کی پیشانی پر یہ غیبی عبارت لکھی ہوئی ہے :

”هَذَا حبيبُ الله مات في حُب الله.“

جس رات حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا چند اولیاء کرام خواب میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ان لوگوں نے دیکھا کہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ :

”ہم آج محبوبِ خدا معین الدین چشتی کے استقبال کے لیے آئے ہیں۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا وصال پُر ملال اجمیر کے لوگوں کے لیے ایک قیامت سے کم نہ تھا۔ یہ ایک ایسا عظیم ترین سانحہ تھا کہ ہر ایک کو تسلی و تسفی کی ضرورت تھی۔ جوں ہی آپ کی وفات کی خبر عام ہوئی لوگ جوق در جوق اجمیر میں وارد ہونے لگے۔ اولیاء، علماء، صوفیہ، مشائخ اور فقہاء وغیرہ عوام و خواص کا ایک جم غفیر اجمیر میں جمع ہو گیا اور جنازے میں شریک ہوئے۔ آپ کے صاحب زادے

حضرت خواجہ فخر الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ کا جسم مبارک اسی حجرے میں دفن کیا گیا جہاں آپ کی قیام گاہ تھی۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی تاریخِ اسلام کی عظیم شخصیات میں جس بلند و بالا مقام پر فائز ہیں اسے صحیح طور پر بیان کرنا مشکل امر ہے۔ حضرت خواجہ نے اپنی کوششوں سے کفر و شرک اور بت پرستی کے اندھیروں میں ڈوبے ہندوستان کو اسلام و ایمان، توحید و رسالت اور اخلاق و کردار کی ضیا پاش کروں سے منور و مجلا کر دیا۔

ہر سال ۶ رجب المرجب کو اجمیر میں آپ کا عرس منعقد کیا جاتا ہے جس میں شرکت کرنے کے لیے پوری دنیا سے لاکھوں کی تعداد میں لوگ پہنچتے ہیں۔ آپ کے اس دنیا سے رخصت ہونے کو تقریباً آٹھ سو سال کا عرصہ گزر جائے گا۔ لیکن آج بھی آپ کے آستانے پر لوگوں کا ایسا مجمع لگا رہتا ہے جیسے یہ شخصیت بالکل قریب ہی کی ہے۔ حضرت خواجہ کی ذات اور آپ کا روضہ صرف ہندوستان ہی کے مسلمانوں کے لیے مرکوز عقیدت و محبت نہیں ہے بل کہ پوری دنیا کے مسلمان آپ کو احترام و عقیدت سے یاد کرتے ہیں۔ نہ صرف مسلمان بل کہ ہندو، سکھ، عیسائی، پارسی، جین، بدھ اور دوسرے مذاہب کے ماننے والے بھی درگاہِ معلّا میں بہ صدا احترام و خلوص حاضر ہو کر چادریں اور پھول کی نذر پیش کرتے ہیں۔

کیا امیر کیا غریب ہر کوئی ہندوستان کے اس راجا کے دربار میں حاضر ہونا اپنے لیے سعادت تصور کرتے ہیں۔ چٹاں چہ ہر دور کے بادشاہوں اور سربراہانِ مملکت نے اس آستانے پر ضرور حاضری لگائی ہے۔ آج بھی جب کسی دوسرے ملک کے کوئی سربراہ مملکت ہندوستان آتے ہیں تو وہ ضرور اجمیر جا کر حاضری دیتے ہیں اسی طرح ہندوستان کے ہر سیاسی لیڈر اور وزیر و صدر وغیرہ بھی مزارِ خواجہ کی زیارت کرنا اپنے لیے نیک فال سمجھتے ہیں۔

حضرت خواجہ کے آستانے کی اہمیت کا اندازہ لارڈ کرزن کے ان جملوں سے لگایا جاسکتا ہے کہ ”میں نے دیکھا کہ ہندوستان میں ایک قبر حکومت کر رہی ہے۔“ اور سچائی بھی یہی ہے کہ دہلی کے تخت پر چاہے کوئی بھی قابض رہے لیکن ہندوستان میں اصل حکومت حضرت خواجہ ہی کی قائم و دائم ہے۔

## ازواج و اولاد اور خلفا

پہلی شادی: حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کو دین کی تبلیغ و اشاعت کی مصروفیت کی بنا پر ازدواجی زندگی کے لیے وقت نڈل سا ایک مرتبہ آپ کو خواب میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے معین الدین! تو ہمارے دین کا معین ہے پھر بھی تو ہماری سنتوں سے ایک سنت چھوڑ رہا ہے۔“ بیدار ہونے کے بعد آپ کو فکر دامن گیر ہوئی۔ اور آپ نے ۵۹۰ھ/۱۱۹۳ء میں بی بی امۃ اللہ سے پہلا نکاح فرمایا۔

دوسری شادی: ۶۲۰ھ/۱۲۲۳ء کو سید وجیہ الدین مشہدی کی دختر نیک اختر بی بی عصمتہ اللہ سے دوسرا نکاح فرمایا۔ (تاریخ فرشتہ ج ۲ ص ۶۱۱)

اولاد و امجاد: حضرت خواجہ صاحب کی اولاد میں تین لڑکے..... (۱) خواجہ فخر الدین چشتی اجمیری (وفات ۵ شعبان المعظم ۶۶۱ھ) (۲) خواجہ ضیاء الدین ابوسعید (۳) خواجہ حسام الدین، جو بچپن میں ابدالوں کے زمرے میں شامل ہو کر غائب ہو گئے۔ اور ایک دختر حافظہ بی بی جمال تھیں۔  
خلفا: حضرت خواجہ صاحب کے خلفا کی تعداد کافی تھی۔ خزانۃ الاصفیاء میں جن خلفائے کرام کے نام درج ہیں ان میں سے چند ایک نام یہاں لکھے جاتے ہیں۔

☆ حضرت خواجہ قطب الدین مختیار کاکی، دہلی (وفات ۱۲ ربیع الاول ۶۳۳ھ)

☆ حضرت خواجہ فخر الدین چشتی سرواڑہ ☆ حضرت خواجہ وجیہ الدین، ہرات

☆ حضرت خواجہ صوفی حمید الدین ناگوری، ناگور (وفات ۲۹ ربیع الاول ۶۱۳ھ)

☆ حضرت خواجہ قاضی حمید الدین ناگوری، دہلی (وفات ۵ محرم الحرام ۶۴۳ھ)

☆ حضرت خواجہ برہان الدین، اجمیر (وفات ۱۲ رجب المرجب ۶۶۲ھ)

☆ حضرت خواجہ احمد، اجمیر (۱۶ شوال ۶۳۱ھ) ☆ حضرت خواجہ محسن ☆ حضرت خواجہ سلیمان غازی

☆ خواجہ عبداللہ جوگی بے پال، اجمیر ☆ خواجہ صدر الدین کرمانی ☆ بی بی حافظہ جمال، اجمیر

☆ خواجہ محمد ترک فاروقی ☆ خواجہ شیخ علی سنجری ☆ خواجہ یادگار سبزہ واری ☆ خواجہ متا ☆ شیخ مدحیدہ محمد اللہ تعالیٰ۔

## حضرت خواجہ کی تصانیف

عام طور پر حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو لوگ ایک صرف باکرامت ولی اور مبلغ اسلام کی حیثیت سے جانتے ہیں جب کہ آپ فارسی زبان و ادب کے ایک صاحب طرز ادیب اور بہترین شاعر بھی تھے۔ آپ کی کئی علمی یادگاریں ضائع ہو گئیں اور کئی ایک آج بھی موجود ہیں۔ آپ کی تصانیف سے آپ کے علمی ذوق و شوق اور گہرائی و گیرائی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

انیس الارواح: یہ کتاب فارسی زبان میں آپ کے پیرومرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے ملفوظات پر مبنی ہے۔ یہ کتاب تربیت اخلاق اور علم معرفت میں اہم مقام رکھتی ہے، مکتبہ جام نور دہلی سے اردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔

کشف الاسرار: یہ کتاب بھی فارسی زبان میں ہے جسے ”معراج انور“ بھی کہتے ہیں اس کتاب کا موضوع تصوف ہے جس میں تصوف کی بعض اصطلاحات کی تشریح و توضیح کی گئی ہے۔

کنز الاسرار: یہ کتاب حضرت خواجہ نے اپنے پیرومرشد کے حکم پر سلطان شمس الدین التمش کی تعلیم و تربیت کے لیے لکھی تھی۔ اس میں تہذیب اخلاق، رموز معرفت، اصطلاحات تصوف اور تزکیہ و طہارت کے موضوعات پیش کیے گئے ہیں، اس کتاب کو ”کنز اسرار“ بھی کہا جاتا ہے۔

رسالہ تصوف منظوم: جیسا کہ نام ہی سے ظاہر ہے کہ یہ تصوف پر مبنی فارسی نظم ہے جو حضرت خواجہ کی بلندی فکر اور قادر الکلامی کو عیاں کرتی ہے۔ اسی طرح ”حدیث المعارف“ اور ”رسالہ موجودیہ“ بھی نثری کتب ہیں، جواب نایاب ہو چکی ہیں۔

دیوان معین: حضرت خواجہ کے علمی کمالات سے یہ بھی ہے کہ آپ ایک بہترین شاعر تھے۔ آپ کا کلام تصوفانہ رنگ و آہنگ کا آئینہ دار ہے۔ جس میں واردات قلبی، عشق حقیقی، دنیا کی بے ثباتی، مشاہدات حقیقت، تزکیہ نفس، طہارت قلبی، تہذیب اخلاق جیسے پاکیزہ موضوعات کو آپ نے بڑی خوش اسلوبی سے اشعار کے پیکر میں ڈھالا ہے۔ ”کلام عرفاں طراز“ کے نام سے آپ کے دیوان کا منظوم اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ جو ناچیز کے کتب خانے میں موجود ہے۔

## حضرت خواجہ کے اقوالِ زرین

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور اس کے اصولوں سے لوگوں کو متعارف کرانا تھا، چنانچہ آپ کی مجالس میں تزکیہ و طہارت اور معرفت و سلوک کی باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ آپ کے ارشادات اور اقوال کو حضرت کے جانشین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے ”دلیل العارفین“ کے نام سے قلم بند کر لیا تھا، یہ کتاب مختلف دینی مسائل کا سرچشمہ ہے، ذیل میں اسی کتاب سے حضرت خواجہ کے چند اقوالِ زرین نقل کیے جاتے ہیں۔

☆ نماز بندوں کے لیے خدا کی امانت ہے پس بندوں کو چاہیے کہ اس کا حق ادا کریں کہ اس میں کوئی خیانت نہ پیدا ہو۔ نماز ایک راز ہے جو بندہ اپنے پروردگار سے کہتا ہے۔

☆ قیامت کے روز سب سے پہلے نماز کا حساب انبیاء و اولیاء اور ہر مسلمان سے ہوگا جو اس حساب سے عہدہ برآ نہیں ہو سکے گا وہ عذابِ دوزخ کا شکار ہوگا۔

☆ جو بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکے اور جنم کے درمیان سات پردے حائل کر دیگا۔  
☆ اس سے بڑھ کر کوئی گناہ کبیرہ نہیں کہ مسلمان بھائی کو بلا وجہ ستایا جائے اس سے خدا و رسول دونوں ناراض ہوتے ہیں۔

☆ کون سی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت میں نہیں ہے مرد کو چاہیے کہ احکامِ الہی بجالانے میں کمی نہ کرے پھر جو کچھ چاہے گا مل جائے گا۔

☆ قبرستان میں جان بوجھ کر کھانا یا پانی پینا گناہ کبیرہ ہے۔ جو ایسا کرے وہ ملعون اور منافق ہے کیوں کہ قبرستان عبرت کی جگہ ہے نہ کہ جاے حرص و ہوا۔

☆ جس نے جھوٹی قسم کھائی گویا اس نے اپنے خاندان کو ویران کر دیا اس گھر سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔  
☆ گناہ تم کو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتا جتنا مسلمان بھائی کو ذلیل و رسوا کرنا۔

☆ جس نے خدا کو پہچان لیا اگر وہ خلق سے دور نہ بھاگے تو سمجھ لو کہ اس میں کوئی نعمت نہیں۔

☆ عارف وہ شخص ہوتا ہے جو کچھ اس کے اندر ہو اسے دل سے نکال دے تاکہ اپنے دوست کی طرح یگانہ ہو جائے پھر اللہ تعالیٰ اس پر کسی چیز کو غنی نہ رکھے گا اور وہ دونوں جہاں سے بے نیاز ہو جائے گا۔

☆ اگر قیامت کے دن کوئی چیز جنت میں لے جائے گی تو وہ زہد ہے نہ کہ علم۔

☆ جو شخص عشقِ الہی کی راہ میں قدم رکھتا ہے اس کا نام و نشان نہیں ملتا۔

☆ اہل عرفان یا دالہی کے علاوہ کوئی اور بات اپنی زبان سے نہیں نکالتے اور اللہ کے خیال کے سوا دل میں کسی دوسرے کا خیال نہیں لاتے۔

☆ اگر کسی شخص میں تین خصلتیں پائی جائیں تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ اسے دوست رکھتا ہے (۱) سخاوت (۲) شفقت (۳) تواضع (عاجزی)، سخاوت دریا جیسی، شفقت آفتاب کی طرح اور تواضع زمین کی مانند۔

☆ نیکوں کی صحبت نیک کام سے بہتر ہے اور بروں کی صحبت برے کام سے بری ہے۔

☆ دنیا میں تین افراد بہترین کہلانے کے مستحق ہیں (۱) عالم جو اپنے علم سے بات کہے (۲) جو لالچ نہ رکھے (۳) وہ عارف جو ہمیشہ دوست کی تعریف و توصیف کرتا رہے۔

☆ حق شناسی کی علامت لوگوں سے راہِ فرار اختیار کرنا اور معرفت میں خاموشی اختیار کرنا ہے۔

☆ عارف سورج کی طرح ہوتا ہے جو سارے جہان کو روشنی بخشتا ہے جس کی روشنی سے کوئی چیز خالی نہیں رہتی۔

☆ توکل یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی اور پر توکل نہ ہو اور نہ کسی چیز کی طرف توجہ کی جائے۔

☆ سچی توبہ کے لیے تین باتیں ضروری ہیں (۱) کم کھانا (۲) کم سونا (۳) کم بولنا، پہلے سے خوفِ خدا، دوسرے اور تیسرے سے محبتِ الہی پیدا ہوتی ہے۔

☆ اہل طریقت کے لیے دس شرطیں لازم ہیں (۱) طلبِ حق (۲) طلبِ مرشد (۳) ادب (۴) رضا (۵) محبت اور ترکِ فضول (۶) تقوا (۷) شریعت پر استقامت (۸) کم کھانا کم سونا کم بولنا

(۹) خلق سے دوری اور تنہائی اختیار کرنا (۱۰) روزہ و نماز کی ہر حال میں پابندی۔

☆ پانچ چیزوں کو دیکھنا عبادت ہے (۱) اپنے والدین کے چہرے کو دیکھنا حدیث میں ہے، جو فرزند

اپنے والدین کا چہرہ دیکھتا ہے اس کے نامہ اعمال میں حج کا ثواب لکھا جاتا ہے (۲) کلامِ مجید کا

دیکھنا (۳) کسی عالم باعمل کا چہرہ عزت و احترام سے دیکھنا (۴) خانہ کعبہ کے دروازے کی زیارت

اور کعبہ شریف کو دیکھنا (۵) اپنے پیرو مرشد کے چہرے کو دیکھنا اور ان کی خدمت کرنا۔

## حضرت خواجہ کی کرامات

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی ہندوستان میں آمد اور اجمیر میں قیام کے دوران جو کرامتیں صادر ہوئیں ان کا ذکر گزشتہ صفحات میں کیا جا چکا ہے اب ذیل میں مزید چند کرامتوں کا بیان کیا جاتا ہے۔

☆ حاکم وقت نے ایک شخص کو جو کہ بے گناہ تھا پھانسی دے دی اس کی ماں روتی ہوئی حضرت خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرا بیٹا بے قصور تھا حضور مجھ پر کرم فرمائیں آپ نے اپنا عصا لیا اور اس مقام پر تشریف لے گئے جہاں اس لڑکے کو پھانسی دی گئی تھی، مقتول کے قریب جا کر حضرت خواجہ نے اپنے عصا سے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اے مقتول! اگر تو بے گناہ قتل کیا گیا ہے تو اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا اور دار کے نیچے اتر آ، مقتول میں یہ سنتے ہیں زندگی کے اثرات نمایاں ہونے لگے اور وہ زندہ ہو کر پھانسی کے تختے سے اتر آیا اور حضرت خواجہ کے قدموں میں گر گیا۔ (معین الہند ص ۲۱۶)

☆ کلمات الصادقین میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت خواجہ کا گذر کفار کے ایک بت خانے پر ہوا اس وقت سات کافر بت پرستی میں مصروف تھے آپ کا چہرہ ہی بے بس ہو گئے اور قدموں میں گر کر مسلمان ہو گئے آپ نے ان میں سے ہر ایک کو حمید الدین لقب دیا، اور شیخ حمید الدین دہلوی ان سات حضرات میں سے ایک ہیں جنہیں بہت شہرت حاصل ہوئی۔

☆ ایک روز حضرت خواجہ ریگستان سے گذر رہے تھے وہاں آتش پرستوں کا ایک گروہ دیکھا جو کہ آگ کی پوجا میں مصروف تھا، یہ لوگ ایسے ایسے مجاہدے اور عبادت و ریاضت کرتے تھے کہ حیرت ہوتی تھی وہ لوگ چھ مہینے تک دانا پانی زبان پر نہیں رکھتے تھے۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے ان لوگوں سے آتش پرستی کے بارے میں پوچھا، انھوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ آگ کو اس لیے پوجتے ہیں کہ دوزخ میں یہ آگ ہمیں نہیں جلائے گی، حضرت خواجہ نے فرمایا دوزخ کی آگ سے بچنے کا یہ طریقہ بے حد غلط ہے۔ بل کہ آگ کو جس نے پیدا کیا ہے اس کی عبادت کرو پھر کیا مجال ہے کہ تمہیں کوئی بھی آگ کچھ نقصان پہنچا سکے، تم لوگ اتنی مدت سے آگ کی پوجا کر رہے ہو ذرا اپنا ہاتھ اس آگ میں ڈال کر تو دیکھو تمہیں معلوم

ہو جائے گا، ان لوگوں نے کہا کہ حضرت آگ کا کام تو جلانا ہی ہے ہمارے ہاتھ جل جائیں گے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ دیکھو ہم خداے واحد کی عبادت کرتے ہیں یہ آگ ہمارے جسم کو نہیں جلائے گی بل کہ یہ ہماری جوتی کو بھی نہیں جلائے گی اتنا کہہ کر حضرت نے اپنی جوتی آگ میں ڈال دی بہت دیر تک وہ آگ میں رہی مگر اس پر آگ کا ذرہ بھر بھی اثر نہ ہوا۔ تمام کے تمام آتش پرستوں نے جب یہ کرامت دیکھی تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور حضرت خواجہ کے سچے مریدوں میں شامل ہو گئے۔

☆ ایک روز کی بات ہے کہ حضرت خواجہ کے جانشین اور خلیفہ حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سلطان شمس الدین التمش کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے سیر و تفریح کر رہے تھے، آپ کے ہمراہ اس وقت بعض امرا بھی تھے کہ ایک بدکار عورت نے بادشاہ سے عرض کیا کہ آپ میرا نکاح کر ادیں ورنہ عذاب الہی میں گرفتار ہو جاؤں گی، بادشاہ نے کہا تو کس کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے؟ تجھے کس نے غضب الہی میں مبتلا کر دیا؟ تو اس فاحشہ عورت نے حضرت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اس مرد نے جو قطب الاقطاب بنے پھرتے ہیں۔ (معاذ اللہ) انھوں نے میرے ساتھ حرام کاری کی ہے۔

حضرت قطب الاقطاب بختیار کاکی پر یہ بے ہودہ بکواس سن کر شرمندگی طاری ہو گئی اور پسینہ آ گیا، بادشاہ اور امرا حیران ہو گئے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ حضرت قطب نے فوراً اجمیر کی طرف منہ کر کے حضرت خواجہ معین الدین کی طرف توجہ فرمائی۔ فوراً ہی سامنے سے حضرت خواجہ تشریف لاتے دکھائی دیے۔ حضرت قطب اور بادشاہ نے قدم بوسی کی، حضرت خواجہ غریب نواز نے فرمایا، کیا بات ہے تم نے مجھے کیوں یاد کیا ہے؟ حضرت قطب نے سارا حال بیان کیا تو حضرت خواجہ نے اس عورت کے پیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ”اے بچے بچ بتا تیری ماں نے خواجہ پر جو الزام لگایا ہے وہ صحیح ہے یا غلط؟“ بچہ فوراً اپنی ماں کے پیٹ سے بولا یہ الزام سراسر غلط ہے یہ عورت نہایت بدکار اور فاحشہ ہے، عورت نے جب یہ سنا تو اپنی غلط بیانی پر معافی مانگی اور وہاں سے رخصت ہو گئی۔

☆ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ ہر سال کعبہ شریف کی زیارت کے لیے اپنی روحانی قوت سے اجمیر تشریف لے جاتے تھے جب آپ کی تبلیغ و اشاعت دین کا کام مکمل ہو گیا تو پھر آپ کا معمول تھا کہ ہر رات بعد عشا کعبہ جاتے اور نماز فجر اجمیر میں ادا کرتے۔

## حضرت خواجہ کی بارگاہ میں سلاطین اور امرا کا خراج عقیدت

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو اس دنیا سے رخصت ہوئے قریباً آٹھ سو سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن آپ کا آستانہ اور درگاہ معلماً آج بھی عقیدت مندوں کا مرکز ہے۔ جہاں دنیا بھر کے امیر و غریب اور سربراہان مملکت حاضری دے کر روحانی سکون اور فیض حاصل کرتے ہیں۔ ذیل میں آپ کی بارگاہ میں سلاطین، وزراء اور مشہور شخصیات نے جو خراج عقیدت پیش کیا ہے ان میں سے چند ایک نقل کیے جاتے ہیں۔

☆ ۱۵۴۴ء میں جب شیر شاہ سوری نے مرواڑی راجا بلدیو کو شکست دی تو وہ اجیر آیا اور حضرت خواجہ کے آستانے کی زائرت کی جب وہ تارا گڑھ پہنچا جہاں پانی کی قلت تھی تو اس نے چشمہ بی بی حافظہ جمال سے تارا گڑھ کے اونچے پہاڑ پر پانی پہنچانے کا انتظام کروایا اور چشمہ کا نام ”سیر چشمہ“ رکھا۔

☆ مغل بادشاہ اکبر نے تقریباً ۱۲ مرتبہ اجیر کی زیارت کی اور کئی بار اس نے فتح پور سیکری سے پیدل اجیر کا سفر کیا اس نے ایک ان دار مسجد اور نئی عمارتوں کے علاوہ ۱۵۶۷ء میں بڑی دیگ کی تعمیر بھی کروائی جس میں سون چاول پکتے ہیں۔

☆ نور الدین جہاں گیر تخت نشین ہونے کے آٹھویں سال ۱۰۲۲ھ میں اجیر آیا جب شہر اجیر کے آثار نظر آنے لگے تو وہ پیدل درگاہ شریف تک پہنچا ۱۰۲۵ھ میں اس نے ایک لاکھ دس ہزار روپیہ کی لاگت سے ایک طلائی حجر بنایا جو اب موجود نہیں ہے چھوٹی دیگ بھی بنوائی جس میں اسی من چاول پکتا ہے۔

☆ شاہ جہاں نے اپنے ۲۱ سالہ دور حکومت میں ۵ بار حاضری دی اور روضہ مبارک سے لگ کر سنگ مرمر کی عالیشان مسجد تعمیر کروائی۔ مسجد کی تعمیر پر اس زمانے میں دو لاکھ چالیس ہزار روپے خرچ ہوئے۔

☆ شاہ جہاں کی لاڈلی بیٹی جہاں آرا بیگم کو حضرت خواجہ سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا وہ رمضان ۱۰۵۳ھ میں اپنے باپ کے ساتھ اجیر آئی جہاں آرا نے ایک دالان تعمیر کروایا جو ”بیگمی دالان“ کے نام سے مشہور ہے۔ اس نے سلسلہ چشتیہ کے مشہور بزرگوں کے تذکرے پر مبنی ایک کتاب ”مونس الارواح“ کے نام سے لکھی جس سے جہاں آرا بیگم کے علمی ذوق اور تصوف و معرفت کے علاوہ حضرت خواجہ سے گہری عقیدت و محبت کا پتا چلتا ہے۔

☆ شہنشاہ اورنگ زیب عالم گیر بھی متعدد مرتبہ اجیر حاضر ہوئے ان کا معمول تھا کہ وہ اپنی قیام گاہ سے پیدل درگاہ تک آتے تھے۔ اورنگ زیب نے سلطان محمود کی بنوائی ہوئی مسجد کی توسیع کی۔

☆ ۱۶ اکتوبر کو والی حیدر آباد کن میر عثمان علی خاں اجیر آئے اور ایک گیٹ تعمیر کرایا جسے ’نظام گیٹ‘ کہا جاتا ہے۔ اس کی بلندی ۷۰ فٹ اور چوڑائی ۱۶ فٹ ہے۔

☆ مہاراج گوبند سنگھ نے بھی یہاں حاضری دی اور اپنی کامیابی کی دعا مانگی اور بامراد ہوئے۔

☆ لارڈ کرزن سابق وائسرائے ہند نے انگریزی دور حکومت میں اجیر آیا اور اپنے تاثرات کا یوں اظہار کیا کہ: ”میں نے دیکھا کہ ہندوستان میں ایک قبر حکومت کر رہی ہے۔“

☆ گاندھی جی نے دربار خواجہ میں حاضری کے وقت کہا کہ: ”یہاں آکر میری روح کو بڑا چین ملا ہے افسوس خواجہ صاحب کی زندگی کو آدرش نہیں بنایا گیا انھوں نے روح کی روشنی کو باقی رکھنے کے لیے جو پیغام دیا اسے کوئی نہیں سنتا۔ انھوں نے سچائی کے ہتھیاروں سے لوگوں کا دل جیت لیا ان کی زندگی عدم تشدد کا صاف مظہر تھی۔“

☆ ڈاکٹر راجندر چندر شاد سابق صدر جمہوریہ ہند نے کہا: ”خواجہ کی زندگی روشنی کا مینارہ تھی جس نے دور دور تک اجالا پھیلا دیا یہ روشنی دلوں میں اس طرح اتر گئی اور پوری دنیا کو جگمگا دیا کہ دنیا حیران رہ گئی۔“

☆ پنڈت جواہر لال نہرو نے کہا: ”ایسے ہی مقدس مقامات سے ہندو مسلم اتحاد کا عملی درس لیا جاسکتا ہے۔“

☆ اچاریہ نو بامبھاوے نے کہا: ”یہ سب سے بڑی محرومی ہوگی کہ ہم اتنی بڑی روحانی شخصیت کی قابل تقلید تعلیمات سے فیض یاب نہ ہو سکیں جو اس وقت بھی انسانی ذہن میں خوش گوار انقلاب لاسکتی ہے۔“

☆ راجیو گاندھی نے ۲ مئی ۱۹۹۱ء کو اجیر میں حاضری کے وقت کہا کہ: ”اجیر میں درگاہ غریب نواز پر آکر میں نے قلبی سکون محسوس کیا ہے۔“

ان بادشاہوں اور سربراہان مملکت کے علاوہ ڈاکٹر ذاکر حسین، اندرا گاندھی، چندر شیکھر، گیانی ذیل سنگھ، واجپائی، وی پی سنگھ، جنرل ارشاد، بے نظیر بھٹو، ٹیکو عبدالرحمان، جنرل پرویز مشرف اور بہت ساری مشہور و معروف شخصیات نے اجیر میں حاضری دے کر قلبی سکون کی لذت حاصل کی۔

ہمیں چاہیے کہ ہم حضرت خواجہ کی تعلیمات کو اپنائیں یہی ان کی بارگاہ میں سچا خراج عقیدت ہوگا۔